www.paksociety.com

Downloaded From Paksociety.com

سائرہ رضا

مکمل ناول

اس نے ہاتھ میں پکڑے کارڈ کو دیکھا۔ سنہری گتے پر سرخ اور پیلے پھول تھے۔ سرخ جھولتا ربن۔۔۔ اور کارڈ کھلتے ہی خوشبو کا جھونکا۔۔۔ اس نے طویل سانس بھر کے کارڈ کو تپائی پر رکھ دیا۔ جہاں کارڈز کا ایک ڈھیر پہلے ہی پڑا تھا۔

اور ایک اور۔۔۔ اب تو گنتی بھی بھول گئی تھی۔ ایک سے ایک خوب صورت کارڈ، رنگ اور پھول۔۔۔ دلچسپ و حیران کن بات یہ تھی کہ کوئی بھی پھول یا رنگ دوسرے سے نہیں ملتا تھا۔ نت نئے رنگ اور ایسے پھول جو اس نے کبھی دیکھے نہیں تھے۔ کیا وہ دیو سائی کے میدانوں کا چکر لگا آیا تھا؟

کچھ کارڈ ہاتھ سے بنے ہوئے تھے۔

اور پھر یکدم جھماکا سا ہوا۔

"اگر جو کارڈز کی قبولیت کو اس نے "ہاں" سمجھ لیا؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

یہ تو واقعی غلطی ہوئی۔ وہ پوچھ سکتا ہے۔ مجھے دھوکے میں کیوں رکھا۔ کیوں رکھے میرے کارڈز۔۔۔؟ لیکن پھاڑ کے منہ پر بھی تو نہیں مار سکتی تھی نا۔ جواب تو میں دے لوں گی۔ زیادہ ضروری یہ ہے کہ اسے روک دوں' ورنہ وہ اسی طرح لگا رہا تو اس کمرے میں میرے رہنے کی جگہ کم پڑ جائے گی۔

اب وقت آگیا تھا کہ وہ جواب طلبی کرتی۔

ہُوم۔۔۔

☆ ☆ ☆

صوفیہ دادی نے لیلیٰ بیگم کی نواسی کے لیے جب اخفش سے بات کی تھی تو اخفش نے انکار نہیں کیا تھا اور اس کی خاموشی کو رضامندی جان کر انہوں نے لیلیٰ بیگم پر اپنا عندیہ ظاہر کر دیا تھا۔ بلاب میں اس کا جو روپ سامنے آیا تھا۔ وہ اس کے ذہن پر بری طرح چھا گئی تھی کہ کسی اور کے لیے سوچنا بھی اخفش کے لیے محال تھا۔ اخفش انکاری تھا اور صوفیہ دادی پریشان۔۔۔

"آپ یقین کریں' میں نے اس کی مرضی جانتے ہوئے لیلیٰ کے کان میں بات ڈالی تھی۔ اسے امید دلائی تھی اور اب یہ اس ذکر سے یوں بھاگتا ہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔۔۔" صوفیہ دادی کی خشم ناک نگاہیں اس پر تھیں' جو نبیحہ اور ایبک کے ساتھ کھیل میں مگن تھا۔

"آپ سن رہے ہیں نا میری بات۔۔۔؟" شوہر کی عدم دلچسپی پر ٹوکا۔

"بالکل بالکل۔ جب آپ بولتی ہیں تب میں سر دُھنتا ہوں' ہمیشہ سے۔۔۔"

انہوں نے ایبک کی ننھی سی کھلونا کار کو اپنی کشادہ ہتھیلی پر چلانا شروع کر دیا۔

"اِدھر اُدھر دیکھنے کے بجائے تم مجھے کیوں نہیں دیکھتے؟" صوفیہ دادی جان نے اخفش کو مخاطب کیا۔

"جی۔۔۔ جی آپ۔۔۔ مجھ سے کچھ کہہ رہی ہیں دادی جان۔۔۔؟"

"ہاں!" انہوں نے دانت کچکچائے۔

"سال ہونے والا ہے۔ تمہاری دلچسپی جان کر۔۔۔ بلکہ تم سے عندیہ لے کر ہی میں نے لیلیٰ کے بڑھے ہاتھ کو تھاما تھا۔ اب وہ مجھ سے آگے کا پوچھتی ہے کیا جواب دوں۔ فون' بیل تک سے گھبرانے لگی ہوں۔ اب اس کا پاکستان آنے کا ارادہ بن رہا ہے۔ وہ پوچھے گی تو کیا جواب دوں گی؟"

صوفیہ دادی کا لہجہ تیز اور پریشانی سے بھرپور تھا۔ وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

"آپ معذرت کر لیجیے گا۔"

"معذرت۔۔۔؟"

"اس میں مشکل کیا ہے؟" وہ بالکل پرسکون تھا۔ "یہ آپ دونوں کے بیچ کا ایک خیال تھا۔ نہ کوئی باقاعدہ بات تھی نہ وعدہ۔۔۔ نہ اعلان۔۔۔ خیال بدل بھی تو جایا کرتا ہے۔"

"تو برخوردار! یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ "خیال" بدلا کیسے' کیوں اور کس نے؟" اشتیاق احمد کے جملے غیر سنجیدہ سے تھے' مگر انداز قطعاً "نہیں' وہ گاڑی رکھ کے پوری طرح متوجہ ہوئے تھے۔

"یہ میں نہیں بتا سکتا۔۔۔ فی الحال۔" وہ کھڑا ہو گیا۔

"پسندیدگی دکھائی تھی تب ہی تو میں نے۔۔۔" صوفیہ دادی کی آواز مدھم ہو گئی' جملہ بھی پورا نہ کر سکیں۔

وہ دیکھ کر رہ گیا۔ دادی کے انداز کی افسردگی اور شرمندگی اسے شرمساری سی محسوس ہوئی۔

"آپ فکر مت کریں۔ میں خود انہیں منع کر دوں گا۔"

"اور وجہ کیا بتاؤ گے؟" اخطب نے صاف بات کرنے کا سوچا اور وہ واقعی سوچ میں پڑ گیا۔

"میں۔۔۔" بالآخر کہہ ہی دیا۔ "میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں۔" جملہ پورا ہوتے ہی اسے یوں لگا جیسے کندھوں سے منوں بوجھ اتر گیا ہو۔ جب کہ نوین اور اخطب نے ایک ساتھ بغور اس کا چہرہ دیکھا۔ آیا وہ سچ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کہہ رہا تھا یا محض جان چھڑانے کے لیے بات اڑائی تھی، مگر نہیں یہ سچائی ہی تھی جو مسکان بن کر لبوں پہ ناچ اٹھی تھی اور چھپائے نہیں چھپتی تھی۔ اتنا خوش کن تصور... کون تھی وہ جس کا فقط خیال... چہرے کو چمکادے، آنکھوں کو جگمگادے۔

اشتیاق احمد کے چہرے پر سکون اترا۔ چلو الجھی ڈور کا ایک سرا تو ہاتھ آیا۔

مگر تب ہی نگاہ بیگم پر پڑگئی جو شدید صدمے کے زیر اثر ساکت رہ گئی تھیں۔

کوئی اور وقت ہوتا تو... ان سے زیادہ خوش کوئی نہ ہوتا۔

مگر یہ وہ وقت تھا جب لیلیٰ بیگم ہر روز کال کرتی تھیں۔ انہیں شادی کے حوالے سے اپنے منصوبے بتاتیں۔ اپنی تیاریاں، اپنی خواہشیں، اپنے خواب اور صوفیہ بیگم ویسے ہی کم گو تھیں۔ دوسرے وہ انہیں بولنے کا موقع بھی نہیں دیتی تھیں۔

"اب کیا ہوگا؟" ان کے سفید پڑتے رنگ کو دیکھ کر سب کو پہلی بار گھبراہٹ ہونے لگی۔

* * *

لیپ ٹاپ گھٹنوں پر رکھے، ایک ہاتھ کی پوریں چل رہا تھا تو دوسرے میں کاغذ قلم تھا۔ بڑے انہماک سے کام ہو رہا تھا۔ جب دھپ کی آواز سے ایک بند لفافہ اس کے بائیں جانب پہنچا۔ اس کا ہاتھ بہکا اور کاغذ پر لکیر کھنچ گئی۔ اس بدتمیزی پر نووارد کو ٹھیک ٹھاک سنانے کے لیے اس نے سخت غصے سے سر اٹھایا۔ اگلے ہی لمحے غصہ غائب اور حیرت آمیز مسرت چہرے کو روشن کرگئی۔

"تم...!" اس نے لیپ ٹاپ گود سے اتارا۔ وہ اب ادھر کم آتی تھی۔ اس کی موجودگی میں تو آتی ہی نہیں تھی اور اس پر یہ کہ اسے مخاطب کرنا۔

"ہاں میں...!" اس نے سینے پر بازو لپیٹ کر کڑی نگاہ سے اسے دیکھا۔ پھر آنکھ کے اشارے سے پٹخے ہوئے لفافے کو دکھاتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا ہے؟"

"یہ... میں کیسے بتا سکتا ہوں۔ تم ہی تو لائی ہو۔"

"ہاں تم مجھے اس طرح پریشرائز نہیں کرسکتے۔"

"کس طرح...؟" وہ واقعی نہیں سمجھا۔

"اس طرح..." اس نے بھنویں اچکا کر پھر لفافے کو دیکھا۔ یعنی لفافے کو دیکھنا پڑے گا۔ اس نے جھک کر اٹھالیا وزنی بھی تھا۔

"اوہ...!" لفافے کا منہ کھلتے ہی اسے پتا لگ گیا۔ یہ کارڈز تھے وہ تمام کارڈز جو اسے وہ وقتاً "فوقتاً" دیتا تھا۔

"یہ تو..."

"یہ صحیح نہیں ہے۔"

"کارڈ صحیح نہیں ہیں؟" وہ معصومیت سے پوچھنے لگا۔

"تمہارا طریقہ صحیح نہیں ہے۔" اس نے دانت کچکچائے۔

"اوہ... تو پھر میں بھیجوں اپنے دادا... دادی، چاچا... چاچی کو تمہارے گھر... صحیح طریقہ تو پھر یہی ہے۔"

"تم ایسا کچھ نہیں کروگے۔" اس نے انگلی اٹھائی۔

"جس حساب سے تم مجھے کارڈز دے رہے ہو نا، اب صرف مدرز ڈے اور فادرز ڈے کا کارڈ دینا باقی ہے۔ ہولی، دیوالی اور کرسمس تک کے تو دے چکے ہو۔ عید شب برأت کو تو جانے دو۔"

"کیوں خوامخواہ۔ مجھے ابھی ہی پتا چلا ہے کہ ورلڈ ہارٹ ڈے، کینسر ڈے، ٹی بی ڈے کے بھی کارڈ چھپتے ہیں۔"

"تو وہ بھی تم مجھے دوگے؟" وہ غصہ بھول کر شدید حیرت سے پوچھ بیٹھی۔ وہ جواب کے بجائے سر تسلیم خم کرگیا۔

"یعنی مجھے زچ کرنے کے لیے تم آخری حد تک جاؤگے۔"

"نہیں، تمہیں منانے کے لیے میں آخری حد تک جاؤں گا۔"

WWW.P11SOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"خیر اتنے دنوں بعد آئی ہو' بیٹھو تو سہی۔۔۔" اس نے آداب میزبانی نبھاتے ہوئے کشن کو یونہی جھاڑا۔

"تمہیں لگتا ہے' میں بیٹھوں گی؟"

"لگتا تو خیر نہیں ہے۔" وہ مسکرایا۔ "اتنی مزاج آشنائی تو ہے۔"

"خوب' تو یہ بھی جانتے ہوں گے۔ میں کیا کر سکتی ہوں۔"

"ہاں۔۔۔ تو کیا تم میری شکایت لے کر جاؤ گی؟" اسے مزا آنے لگا۔

"کیا کہو گی۔۔۔ اور کہو گی کس سے آنی سے یا دادی جان سے۔۔۔ بلکہ نہیں تم دادا جان سے کہو گی۔ ایم آئی رائٹ۔۔۔؟" وہ جیسے بوجھ لینے پر خوش ہوا۔

"لیکن یہ بتاؤ کہو گی کیا۔۔۔؟ میرا مطلب ہے شروع کہاں سے کرو گی۔"

وہ اسے جی بھر کے چھیڑ رہا تھا۔ اور بس یہیں آکر اس کی بولتی بند ہوتی تھی۔۔۔ اور عقل کے در کھل جاتے تھے۔ بولنے کا مطلب تھا پھنسنا۔ اتنی بے وقوف نہیں تھی وہ۔ یہ معاملہ اب کسی اور ہی طریقے سے حل کرنا پڑے گا۔

وہ جھٹکے سے پلٹی۔

"اپنے کارڈز تو لے جاؤ۔" وہ رکی نہیں۔

"اگر جو کسی کے ہاتھ لگ گئے تو۔۔۔ میرا کام آسان ہو جائے گا۔" وہ خوشی سے بتانے لگا۔

"اوہ۔۔۔!" وہ شعلہ بنی پلٹی۔۔۔ اس کے ہاتھ پر جھپٹا مار کے لفافہ سنبھالا۔ اور تن فن کرتی نکل گئی۔

ادھر اس کے لبوں کی شریر مسکراہٹ سمٹتے سمٹتے گہری سنجیدگی میں بدل گئی۔ مذاق لاپروائی کا مظاہرہ اور بات تھی۔ مگر یہ معاملہ اب یوں لٹکانے کا بھی نہیں تھا۔ ایک سال کی مدت کم نہیں ہوتی۔ اتنا تو بدل لیا تھا اس نے خود کو' اسی کے لیے نا اور اسے احساس تک نہیں۔

☆ ☆ ☆

"تم نے کوئی تبصرہ نہیں کیا نوال؟" مسلسل بولتی نورین کو اچانک ہی اس کی بے تحاشا خاموشی محسوس ہوئی۔

"آں۔۔۔ کیا۔۔۔ اچھا۔۔۔!" وہ بری طرح چونکی۔

"کیسا تبصرہ۔۔۔؟" وہ ایبک کو کھانا کھلا رہی تھی۔ پوری کی پوری گھوم گئی۔

"یہی کہ اخفش کسی لڑکی کو پسند کرتا ہے۔ اور اس نے نازک کے لیے منع کر دیا ہے۔ یقین کرو' میری تو میری گھر میں کسی کی بھی بے یقینی کم ہونے کا نام نہیں لے رہی۔"

"اب جانے بھی دو نورین! صبح سے کتنی بار دہرا چکی ہو۔" زینت بیگم نے اکتاہٹ سے کہا۔ "جوان لڑکا ہے۔ لڑکی کو پسند نہیں کرے گا تو کیا گائے' بکری کو چاہے گا۔ اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ مجھے تو تمہاری حیرت پر حیرت ہو رہی ہے۔ کیوں نوال۔۔؟" ایک تو ہر کوئی اس کی رائے جاننے کا مشتاق تھا۔ وہ جی بھر کے جھنجلائی۔

اشتیاق احمد نے وقتی حیرانی کے بعد فخر سے گردن تانی تھی۔ انہیں پوتے کی یہ مردانگی پسند آئی تھی۔ "پسند کرنا۔ محبت کرنا' اظہار کرنا' مردوں کا ہی شیوہ ہوتا ہے۔ بہت خوب!" وہ جھوم رہے تھے۔

اخطب کی حیرت کا دورانیہ ذرا طویل رہا مگر پھر اس نے بھی لاپروائی سے کہہ دیا۔ "زندگی اس نے گزارنی ہے۔ جو اس کی پسند۔ اب کوئی اسے نازک کے لیے نہیں کہے گا۔"

سب سے زیادہ بے چینی و بے یقینی نورین کو تھی۔

"اتنا چھوٹا سا میرے سامنے کا بچہ۔۔۔ بچپن میں اپنی ذرا ذرا سی تکلیف پر میرے پاس آتا تھا۔ ارے اپنے ہاتھوں میں پنسل پکڑ کے میں نے اسے لکھنا سکھایا۔ اور اب کہتا ہے اسے کوئی پسند ہے اور مجھے خبر تک نہیں۔ یعنی کہ حد ہو گئی۔"

"یہ دنیا کا انوکھا واقعہ نہیں ہے۔ حیران تو آپ یوں ہیں۔ جیسے آگ نے آپ کا ہاتھ نہیں جلایا۔۔۔ یا چار بالٹی پانی سے نہالیں اور مجال ہے ذرا سی بھی گیلی ہوئی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہوں۔ جیسے ڈونلڈ ٹرمپ تائب ہو گیا ہو... جیسے ریل کے ٹوائلٹ میں پانی موجود ہو۔ جیسے کریلے کی بیل پر انگور لگ گئے ہو۔ جیسے ...؟"

"آ... ہاں..." نوین نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"ویسے وہ لڑکی ہو گی کون... سوچنے کی بات ہے نا' جس نے اخفش کے دل کو جیت لیا۔"

"ہاں تو آپ سوچیے مجھ سے کیوں کہہ رہی ہیں۔" وہ لیٹ گئی منہ پھیر لیا۔ کشن رکھ لیا۔

"خیر اب سوچوں گی نہیں... کان پکڑ کے اسی اخفش کے بچے سے پوچھوں گی۔ ہاں!"

نوین نے پوچھ کر ہی دم لینا تھا۔ تو پھر کیا ہو گا؟ نوال کی نیند تو کیا توتے چڑیاں سب اڑ گئے تھے۔

☆ ☆ ☆

نوین نے پوچھنا تھا کہ نہیں... مگر سب نے پوچھ پوچھ کر ناک میں دم کر دیا۔ نوال کی ناک میں دم۔

"تمہیں کچھ اندازہ ہے نوال؟" اخطب نے باقاعدہ بلوا کر گمبھیر لہجے میں پوچھا۔ وہ فوراً" چوکنا ہو گئی۔ گردن بھی نفی میں زور و شور سے ہلائی۔

"نہیں بالکل نہیں۔"

"اچھا!" اخطب کے انداز میں بے یقین مایوسی آ گئی۔ نوال بھاگی' کاریڈور کے اختتام پر لان کی جانب کھلتی کھڑکی تھی جس کی چوکھٹ پر کہنی ٹکائے ہتھیلی پر ہاتھ جمائے دور کسی غیر مرئی نقطوں کو تکتی صم' بکم' سی صوفیہ دادی... کتنے روز سے ان کی سی ڈی اس ایک موڈ میں پھنسی تھی نوال نے دبے قدموں سے نکل جانا چاہا۔

"نوال... ادھر آؤ بچے...!" ان کی آواز میں کسی پرانے کلاسیکل راگ سا درد تھا۔

"جی دادی جان!" وہ سارے خدشات بھلا کر پیش ہو گئی۔

"تم تو بڑی سمجھ دار بچی ہو نوال۔"

"جی دادی...!" اس نے جی جان سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟"

"ہاں... بس سر میں درد ہے ذرا۔" انہوں نے سر مسلا۔

"وہ میں بام لگا دوں؟" صوفیہ دادی نے جواب کے بجائے سر پیچھے ڈال دیا۔ وہ بھاگ کر بام لے آئی۔ اور پوری ہمدردی سے لگی رگڑنے... اور ان سے ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگی۔

"لان کے سوٹ بھی کتنے مہنگے ہو گئے ہیں ناں... ایگزیبیشن سے لائی تھی یہ والا... تین ہزار سے اسٹارٹ تھے۔ میں تو بھاگ آئی۔ اسٹوڈنٹ ہوں۔ باپ ریٹائرڈ ہے۔ کہاں سے پورے کروں گی۔ پھر خاص میرے لیے اس نے پچاس روپے کم کیے تب میں مانی اور تین سوٹ لیے پورے ڈیڑھ سو روپے بچائے۔ اچھی شاپنگ سینس ہے ناں میری۔"

صوفیہ دادی کا غم زدہ چہرہ مزید الم کی تصویر ہو گیا اور کوئی وقت ہوتا تو ہنس ہنس کر دہری ہو جاتیں۔

"میں اب جاؤں... تھوڑا کام ہے۔ آپ بھی چل کر کمرے میں آرام کریں۔" وہ کھڑی ہو گئی۔

"میں چھوڑ آؤں آپ کو۔ اس نے ان کی وہیل چیئر کے ہینڈلز پکڑے مگر ساری مکاریاں طراریاں' دھری کی دھری رہ گئیں۔ صوفیہ دادی نے ہینڈل پر جما اس کا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے سامنے کر لیا۔

"تمہیں آئیڈیا ہے کہ وہ کون ہے؟"

"وہ... کون وہ...؟" اس نے تجاہل برتنا چاہا۔

"وہ' وہ لڑکی جسے اخفش نے پسند کیا ہے۔"

"اوہ میرے خدا...! انہیں تو کچھ کہہ نہیں سکتی تھا۔ اپنا سر پیٹنے کو دل چاہا۔ مگر یہ بھی کہاں ممکن تھا۔

"میں کیسے بتا سکتی ہوں دادی جان!" خیالات سے قطع نظر اس کے لہجے سے شہد ٹپکا۔ "مجھے کیا پتا۔"

"اس لڑکی کا پتا کرو نوال۔"

"اچھا...!" اس کی آواز مردہ ہو گئی۔

"تو پھر کب...؟"

"آپ ہاتھ چھوڑیں گی تب ہی تو جاؤں گی ناں...

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پتا کرے۔"

"اوہ...!" انہوں نے جلدی سے ہاتھ چھوڑا... بی بی نوال یوں بھاگیں جیسے جان بچی سولاکھوں پائے۔ مگر مصیبت ٹلی تھوڑی تھی۔ جب وہ خطرے کی حدود... مطلب اپنے اور ان کے لان کی درمیانی دیوار پھاندنے ہی والی تھی تب میرون شرٹ بلو جینز میں باڑھ کے پاس اپنے پریشان بالوں کو ہاتھ سے سنوارتے مونچھوں پر ہاتھ پھیرتے اشتیاق احمد کی نظر اُس پر پڑی۔ باچھیں چر گئیں، اسے بھی مسکرانا پڑا۔

"میں بہت پریشان ہوں نوال۔"

"ہاں میں بھی..."

"کیوں، تم کیوں..."

"آپ جو پریشان ہیں۔ اسی لیے۔"

"ہاں ایسے مقام محبت میں آجاتے ہیں۔ جب دل ایک ہی لے پر دھڑکنے لگتے ہیں۔" وہ گردن اٹھا کر آسمان کو دیکھنے لگے۔ یہ گہری بات کہیں اوپر لکھی ہوئی تھی شاید۔

"محبت... کون سی محبت؟" نوال سٹپٹائی؟ "کہیں داداجان کو..."

"تمہاری اور میری محبت نوال... مجھے یقین تھا، ایک تم ہی ہو جس سے دل کی بات کر سکتا ہوں۔"

"کون سی بات..." "کاش اسے کوئی آواز دے لے، بھاگوں تو کیسے بھاگوں۔"

"وہ کمینہ بم پھوڑ کے اب مزید کچھ پھوٹنے کو تیار نہیں۔ بتاؤ اب میں کس سے پوچھوں؟" نوال نے دوپٹا اپنے چہرے کے گرد کسا۔ اتنی باتوں میں لفظ کمینے نے دلی تسکین دی تھی۔

"میں آپ کے لیے کیا کر سکتی ہوں داداجان...؟"

وہ جذبات میں بہہ ہی گئی آخر... دل کی نرم جو تھی۔

"پتا کرو وہ لڑکی کون ہے۔ ایک بار بس ایک بار مجھے پتا لگ جائے۔" ان کی آنکھوں سے گویا خون ٹپکنے لگا۔

"تو یعنی آپ کو بھی نازک اندام پسند تھی؟" یہ حیران کن بات تھی اس کے لیے۔

"بات پسند کی نہیں زبان کی ہے۔ صوفیہ بیگم نے زبان دی تھی اس کی نانی کو۔"

"زبان... کب؟" نوال بھونچکی رہ گئی۔ زبان دے دی تھی، ابھی تو وہ اس سے باتیں کر رہی تھیں۔ اور لیلیٰ بیگم کی تو اپنی زبان خوب تھی، مانگنے کی ضرورت کیوں؟

"محاورہ بولا ہے میں نے۔"

"اوف...!" نوال نے سینے پر ہاتھ رکھ کے سکون کا سانس لیا۔ "وہ لڑکی کون ہے؟" میں کیسے پتا لگا سکتی ہوں۔ میں تو اس شہر میں اجنبی ہوں مجھے تو گلی کے کونے کا بھی نہیں پتا... نوال نے پلکیں پٹپٹا کر معصومیت کی حد کردی۔

"تم اکیلی نہیں ہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔" دادا جان نے سینہ تانا۔ ہم اس گلی کا، شہر کا چپہ چپہ چھان ماریں گے۔" وہ خلاؤں میں دیکھ رہے تھے۔

"ہم؟" اس نے دہرایا۔

"ہاں تم..." تیزی سے اسے دیکھا۔ "کیا تم میرا ساتھ نہیں دو گی؟"

"نہیں..." اس کے منہ سے سچ نکلا ساتھ اشتیاق احمد کا رنگ اڑتا دیکھا۔ "میرا مطلب ہے کیوں نہیں... کیوں نہیں۔"

"ہاں مجھے تم سے ہی امید تھی۔" اشتیاق احمد نے اس کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"اب میں جاؤں؟" اس نے جان چھڑانی چاہی۔

"نہیں ناں، ابھی ہم چائے کی دو پیالیوں پر اپنا لائحہ عمل طے کریں گے؟"

"نہیں..." نوال کا سر زور سے ہلا۔ "آپ چائے کی ایک پیالی پر سب طے کرلیں۔ مجھے بتا دیجیے گا بس۔"

"نہیں... اچھا... چلو یہ بھی ٹھیک ہے۔" وہ فوراً مان گئے۔ نوال اتنی آسانی سے جان چھوٹ جانے پر ابھی کلمہ شکر کہنے ہی والی تھی کہ ان کے اگلے جملے نے دانت کچکچائے، مٹھیاں بھینچے اور بال نوچ لینے کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

خواہش کو نجانے کیسے دبایا۔

"ویسے سوچنے کی بات ہے نا کہ وہ لڑکی ہوگی کون۔۔۔ کون ہوسکتی ہے۔ اوہ؟" وہ پیر پٹختی بھاگ پڑی۔

"مجھ سے تو سب یوں پوچھتے ہیں جیسے میں اس کی امی ہوں۔ ہونہہ!" اشتیاق احمد مٹھی پر ٹھوڑی ٹکائے ٹہلنے لگے "آخر انہیں اتنا بڑا مشن درپیش تھا۔

☼ ☼ ☼

اخفش انعام کا واضح انکار اور وجہ سب کو پتا لگ گئی تھی۔ ابتدائی شور و غوغا ہائے وائے کے بعد اب جبکہ راوی نے چین لکھنے کے لیے قلم تھام لیا تھا اور ابھی چین کا پہلا صفحہ ہی لکھا تھا کہ صوفیہ بیگم کی آمد ہوئی تھی۔ صوفیہ بیگم تو انہیں دیکھ کر ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کی تصویر بن گئی تھیں۔

"روز فون پر بات ہوتی تھی۔ مگر مجھے ذرا اندازہ نہ ہوا کہ صوفیہ اتنی بیمار ہے۔ آپ میں سے بھی کسی نے نہیں بتایا۔" سب کو کڑی نگاہوں سے دیکھا۔

"آپ نے پوچھا ہی نہیں۔ بلکہ آپ تو فون پر آنٹی کے علاوہ کسی اور سے بات ہی نہیں کرتیں۔" نوین اتنی صاف گو تھی نہیں مگر منہ سے سچ نکل گیا۔

"کیا آنکھوں کا بھی پرابلم ہوگیا ہے، نظریں نہیں ملاتی۔" اگلا سوال پچھلے سے بھی کڑا۔

"کیسے ملائیں نظریں۔۔۔ پوتے نے اس قابل ہی نہیں چھوڑا۔" صدمے سے پر یہ آواز اشتیاق احمد کی تھی۔

"کیا۔۔۔ کیا کہا۔؟" لیلیٰ بیگم نے کچھ گومگو سی کیفیت میں دیکھا۔

"پوتے نے کیا کیا۔"

"پوتا۔۔۔ کون پوتا؟" اچھا میرا پوتا۔ ماشاء اللہ بڑا ہی سمجھ دار بچہ ہے۔ آئے دن کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہے۔ بھگتنا ہمیں پڑتا ہے۔" آخری جملہ زیر لب کہا۔ اخطب نے گھور کر دیکھا۔ نوین کو اعتراض ہوا۔

"اب ایسا بھی کچھ نہیں کردیا اس نے۔۔۔ کسی کو پسند ہی تو کیا ہے۔" گلاس اٹھانے کے بہانے ذرا سا جھک کر کہہ دیا۔

"یہی بات اونچی آواز سے کہہ دو نوین۔!" اشتیاق احمد نے بلند آواز سے کہا۔ لیلیٰ بیگم نے انگشت شہادت کان میں زور زور سے ہلائی۔

"ابھی تک میرے کان بج رہے ہیں۔ جہاز سے اترنے کے بعد گھوں گھوں رہتی ہے دیر تک۔ آپ لوگ باتیں کررہے ہیں، مجھے سنائی ہی نہیں دے رہا۔"

"بس اسے اللہ کا خصوصی کرم ہی کہہ سکتے ہیں۔" اخطب ولی ہوگیا۔

"نازک کا بہت دل ہو رہا تھا، سب کو یاد کرتی تھی اتنا زیادہ کہ حد نہیں۔ یہاں گزرے وہ چند ہفتے تو جیسے زندگی کا حاصل ہوگئے۔ بہت بھولی اور سیدھی محبتوں سے گندھی بچی ہے میری۔۔۔ نام لے لے کر یاد کرتی تھی۔ خاص طور پر صوفیہ سے تو اسے اتنی محبت ہوگئی کہ بس۔۔۔ کہتی تھی آنٹی سے میرے جیسے خوشبو آتی ہے۔ میں نے کہا ماں اور ماسی میں کیا فرق۔۔۔ ہاہاہا۔" لیلیٰ بیگم نے ہنس کر انداز نشست بدلا۔

نوین گھبرائی۔ بڑی مشکل سے بچے سلائے تھے۔ اور یہ ہنسی انجن کی گڑگڑاہٹ جیسی تھی۔

"نوین اور اخطب کو بھی یاد کرتی تھی اور آپ کا ذکر تو ہر وقت ہونٹوں پر رہتا تھا۔ اشتیاق بھائی۔۔۔ کہتی تھی اتنی اچھی باتیں کرتے ہیں نانا جان۔۔۔"

"اف!" اشتیاق بھائی کی آنکھیں آخری حد تک کھل گئیں۔ سرمہ بھی پھیل گیا۔

"باتیں۔۔۔ کون سی باتیں؟ کب کی تھیں انہوں نے نازک سے باتیں۔۔۔ اور وہ بھی ایسی جن کی یاد گھر تک کھینچ لائی۔ حیران نوین بھی تھی۔ سال بھر کے فون کے تعلق میں اگر کبھی غلطی سے فون اس نے اٹھا بھی لیا تھا۔ تو لیلیٰ آنٹی نے اور اس نازک نے سلام کے بعد سیدھا صوفیہ کا پوچھا تھا۔

اور یہی نہیں۔۔۔ فیس بک پر نوین کی فرینڈ ریکوسیٹ کو آج تک اوکے کا سگنل نہیں ملا اور ذکر یاد کرتے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کا۔۔۔ یہ تو سہیل وڑائچ کے کھلے تضاد سے بھی بڑا کھلا ڈلا تضاد تھا۔ مگر کیوں۔۔۔؟

Downloaded From Paksociety.com

شروع کے دو پیریڈز آف تھے۔ اس کا لمبی نیند لینے کا ارادہ تھا مگر بد قسمتی سے آنکھ وہی صبح چھ بجے پٹ سے کھل گئی۔ آنکھیں زور سے میچیں۔ اوندھی لیٹی۔ منہ پر تکیے رکھے۔ مگر سب بے سود پلک پلک سے جڑ کر نہ دی۔ اب یہ حال تھا نہ جاگی ہوئی تھی ناں سوئی ہوئی۔۔۔ اس نے بھاڑ سا منہ کھول کر جمائی لی۔ تب ہی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں۔

"اتنی صبح صبح۔۔۔ خیریت۔۔۔" وہ سیدھی ہوئی، یہ صوفیہ بیگم تھیں۔

پریشان، ہراساں، ادھر ادھر دیکھتی جیسے چھپ رہی ہوں۔

"آپ صوفیہ دادی۔۔۔؟ خیریت ہے ناں؟" وہ جست لگا کر ان تک پہنچی۔

"وہ آگئی رات۔۔۔" ان کے لہجے سے بھی سراسیمگی ٹپکتی تھی۔

"آپ ایسا کریں، سارا الزام اس کے سر رکھ کے بری الذمہ ہو جائیں۔۔۔ کہ سب اس کا کیا دھرا ہے۔ آج کل کے لڑکے کب کسی کی سنتے ہیں۔" وہ اب اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتی تھی۔

"مگر کچھ قصوروار تو میں بھی ہوں ناں۔ لیلیٰ تو میرا گریبان ہی پکڑے گی ناں۔"

"اب میں کیا کروں نوال؟" صوفیہ دادی نے اس کی تھوڑی اوپر اٹھاتے ہوئے کچھ ایسی دل گیری سے پوچھا

کہ نوال اپنی فکر و پریشانی غم و غصہ بھول بھال کر ذہنی طور پر پوری طرح حاضر ہو کے ان کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"آپ کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب جبکہ وہ آ ہی گئی ہیں تو انہیں خود ہی دو چار دن میں اندازہ ہو جائے گا کہ۔"

"بات بتانے کی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ مجھ سے پوچھے گی کہ جب میں نے سال پہلے طے کر لیا تھا کہ اپنے پوتے کے لیے اس کی نواسی لوں گی تو اب پیچھے کیوں ہٹی ہوں۔"

"آپ کہہ دیجیے گا لڑکا نہیں مانتا۔" اس نے سادہ حل پیش کیا۔

"کہنا تو آسان ہے پر اس کے رونے کون سنے گا۔"

"وہ کمبخت کیا کہتا ہے۔"

"اسے کیا کہنا ہے جو کہنا تھا کہہ تو چکا۔۔۔ صاف انکار۔" صوفیہ دادی رونے ہی نہ لگ جائیں۔

نوال کو پہلی بار صوفیہ دادی کی پوزیشن کا اندازہ ہوا۔ اس نے سر جھکا کر پہلی بار بہت سنجیدگی اور حساب کتاب سے سارے معاملے کو جانچا۔ صوفیہ بیگم پر امید پر یقین نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی تھیں۔

"آپ ایک کام کریں۔" اس کے لبوں پر وہ مارا جیسی مسکان آٹھہری۔

"اسے دودھ نہ بخشنے کی دھمکی دے کر مجبور کریں۔"

"دودھ۔۔۔" صوفیہ بیگم کا کھلتا چہرہ فیوز بلب بن گیا۔ "میں کیسے دے سکتی ہوں یہ واسطہ۔۔۔ میں اس کی دادی ہوں۔" انہوں نے دادی پر زور دیا۔

"تو اس ڈبے کا واسطہ دے دیں۔ جس کمپنی کا دودھ آپ استعمال کرتی تھیں۔" وہ بس پل بھر کو سٹپٹائی تھی۔

"اللہ کے لیے بچے تم تو سنجیدہ ہی نہیں ہو۔"

"جتنی سنجیدہ میں اب ہوں ناں اتنی تو زندگی میں کبھی نہیں ہوئی۔" نوال نے ڈیلے گھمائے۔ "دودھ نہ سہی اس محبت کا واسطہ دیں، جو آپ نے اسے دی یا پھر اس نے آپ سے کی۔ بس یوں سمجھیں کام ہو گیا۔" اس نے چٹکی بجائی۔

"مان جائے گا؟"

"آپ نے کیا فلمیں نہیں دیکھیں کبھی۔۔۔ وہ پرانی والی۔ دیکھیں۔۔۔" نوال نے اپنی کرسی ان کی وہیل چیئر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سے جوڑی اور جانچتی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا
"کہیں کوئی سن تو نہیں رہا۔"

"محبت کا واسطہ دیں۔ پرورش کے طعنے۔ راتوں کو جاگنے کا احسان... نہ مانے تو اگلا مرحلہ آئے گا۔ بیماری کا' آپ دھڑام سے سینے پر ہاتھ رکھ کر گر جائیے گا۔ میں ہارٹ اٹیک کا شور مچادوں گی۔"

"کیا...؟"

"انجیو گرافی کے دوران مولوی صاحب کو بلوالیں گے۔ آپ کہہ دیجیے گا۔ یہی میری آخری خواہش ہے۔"

"کیا...؟ وہ مان جائے گا۔"

"ناراضی اور بھوک ہڑتال کا آپشن بھی رکھا جاسکتا ہے۔"

نوال کا دماغ اور زبان صحیح سمت میں چل رہے تھے۔ صوفیہ دادی دم بخود تھیں۔ یہ سب تو ان کے اوپر منحصر تھا اور ان کی اداکارانہ صلاحیتیں صفر تھیں۔ یہ نوال کو نہیں معلوم تھا۔

☼ ☼ ☼

یہ فیصلہ کرنا بہت مشکل تھا کہ سامنا ہونے پر انخفش حیران ہوا تھا یا نازک اندام کی سانس سینے میں اٹک گئی تھی۔ ہاتھ دل پر دھرے وہ پھٹی آنکھوں سے دیکھتی رہ گئی۔ پہلے تو وہ پہچانی ہی نہیں نا

وہ جمائیاں روکتی۔ انگڑائیاں سنبھالتی' سہج سہج برآمدے کی سیڑھیاں اترتی لان میں جاکر چہل قدمی فرمانا چاہتی تھی۔

اور وہ صبح اذانوں کا اٹھا آدھے شہر کی لمبائی چوڑائی ناپ کر پسینے میں تربتر واپس آیا تھا۔ دونوں سیڑھیوں پر ہی یوں ساکت ہوئے جیسے انڈین سوپ میں سماں ٹھہر جاتا ہے۔ عمر گزر جاتی ہے' مگر بس وہ ایک پل... وہ ایک پل۔

ادھر نازک کے لیے تو پہچان کے مشکل مرحلے کے بعد بے یقینی اور صدمہ کا آغاز تھا۔ نہیں یہ نہیں ہوسکتا۔ یہ کیسے ہوگیا۔ وہ جو اس نے کبھی غلطی سے بھی نہیں گمان کیا تھا۔

جبکہ انخفش حیرت کے سمندر سے نکلنے کے بعد طیش کے صحرا میں بھٹکنے لگا۔ نہیں... دادو یہ نہیں کرسکتیں۔ کبھی نہیں... وہ ان سے ایسی امید نہیں کرسکتا تھا۔ وہ نازک کو وہیں ساکت چھوڑ کر دندناتا اندر پہنچا اور بدترین خدشہ مجسم سامنے ڈائننگ ٹیبل پر اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ہمراہ موجود تھا۔

"نہیں... لیلیٰ او لیلیٰ... کیسی وہ لیلیٰ؟" ایک بعد دوسرا گانا...

"وہ انخفش... کتنی راہ دکھائی تم نے..." لیلیٰ بیگم کے ہونٹوں سے کپ لگا تھا جب اس پر نظر پڑی تیزی سے گھونٹ نگلا کپ رکھا اور دونوں بانہیں وا کرتی کھڑی ہوگئیں۔

"رات کتنی دیر تک میں نے جاگ کر تمہارا انتظار کیا۔"

"جی...!" وہ بازوؤں میں یوں تھا جیسے بڑی مرغی کے حصار میں چوزہ۔

"یہ تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ کیا حال کرلیا تم نے' کھانا پینا چھوڑ دیا کیا؟" وہ اب اس کے شانوں پر دونوں ہاتھ جمائے سخت تعجب سے اسے سرتاپا دیکھ رہی تھیں پھر سخت شکایتی نگاہیں صوفیہ بیگم کی جانب اٹھ گئیں۔

"تم نے ایک بار نہیں بتایا صوفیہ... انخفش بیمار ہوگیا ہے۔"

"بیمار...!" صوفیہ بیگم نے منہ اٹھا کر نوین کو دیکھا۔ نوین نے انخفش کو... وہ سختی سے تردید کرنا چاہتی تھی' مگر انخفش نے طراری دکھائی۔

"جی بس وہ بخار تھا معمولی سا... بگڑ گیا۔"

"تو ڈاکٹر کو دکھاتے۔" وہ چہرے کو دیکھتی جارہی تھیں۔

"انہوں نے ناقابل علاج کہہ دیا ہے۔"

"یہ کیسے ہوسکتا ہے۔" لیلیٰ بیگم نے سب کو دیکھا۔

"یہ دنیا ہے لیلیٰ آنٹی اور دنیا میں کیا نہیں ہوتا۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اس نے گنوادیے ہیں کا ہے۔"
"مگر۔"
"ایسے ہی مذاق کررہا ہے۔" صوفیہ دادی نے شکوک و شبہات کی رسی دراز ہونے سے پہلے کھینچی۔ اخفش نے منہ بنایا۔ اس بخار کو وہ اتنا طول دینا چاہتا تھا کہ لیلیٰ بیگم کانوں کو ہاتھ لگاتی بھاگ پڑتیں۔ ہمراہ نواسی "مگر یہ داد واف۔۔۔!
"نہیں مجھے تو مذاق نہیں لگ رہا۔ تم نے کیا اسے غور سے دیکھا نہیں یہ کہاں سے لگ رہا ہے۔ وہ اخفش جو مجھے پسند تھا۔"
"اوہ لیعنی اب میں آپ کو پسند نہیں؟" اخفش نے شدید خوش امیدی سے پوچھا۔
"نہیں نہیں پسند تو ہو مگر۔۔۔" انہوں نے اس سے بھی تیزی سے امیدوں کا گلا گھونٹا، مگر ساتھ ہی وہ اسے بغور دیکھتے ہوئے کچھ مشکوک لگ رہی تھیں۔ اخفش نے تولتی نگاہوں سے انہیں دیکھا تھا۔

✲ ✲ ✲

"آپ کس کس بات پر حیرت کا اظہار کریں گی نانو جان۔۔۔!" نازک کے لہجے کی تڑپ لیلیٰ بیگم کو بے چین کرنے لگی۔
"ہم تقریباً" ایک سال بعد ملے اور اس نے مجھے ہائے تک نہیں کہا۔ حال چال اور بات چیت تو خواب ہی سمجھیں۔"
"تو تم پہل کرلیتیں میری گڑیا۔۔۔!"
"کیسے کرلیتی پہل۔۔۔ وہ تو مجھے دیکھ کر یوں ہو گیا جیسے بھوت دیکھ لیا ہو۔" نازک کی آواز بوجھل ہو گئی۔ اپنے لیے ایسا لقب استعمال کرنا دل گردے کا کام تھا۔ لیلیٰ بیگم خاموش ہو گئیں۔
"اور سب سے بڑھ کر آپ نے اس کی حالت دیکھی۔ وہ کہیں سے بھی سال پہلے کا اخفش نہیں لگ رہا تھا۔" اصل صدمہ۔۔۔
"ہاں وہ کسی بخار وخار کا ذکر کررہا تھا۔"

"کوئی بخار وخار نہیں۔۔۔ اس نے ایک سال سے فٹنس کلب جوائن کر رکھا ہے۔ ڈائٹنگ اور ایکسر سائز۔۔۔ ہر وقت کیلوریز کاؤنٹ کرتا ہے۔ اور۔۔۔"
"تمہیں یہ سب کس نے بتایا؟" لیلیٰ بیگم نے بے ساختہ ٹوک دیا یہ تو بیماری کی خبر سے زیادہ خطرناک خبر تھی۔
"تو ین بھابھی نے۔۔۔"
"مگر اسے اس سب کی کیا ضرورت پڑ گئی؟"
"یہی تو سوال ہے" آپ پوچھتیں نا اس سے۔" وہ رو نکھی ہو گئی۔ شکوہ کناں انداز سے ان کے گھٹنے پر سر رکھ کے لیٹ گئی۔ لیلیٰ بیگم نے اس کے ریشمی بال سہلانے شروع کردیے۔ جبکہ دھیان کہیں اور تھا۔
"صرف اخفش ہی کیوں۔۔۔" وہ خود سے ہم کلام تھیں۔ "یہاں تو سب کچھ عجیب لگ رہا ہے جیسے کچھ چھپایا جارہا ہو جیسے ہماری سرپرائز آمد نے حیران کم اور پریشان زیادہ کیا ہو اور سب کو چھوڑو۔۔۔ صوفیہ کا رویہ بالکل عجیب سا ہے۔ ناقابل فہم سا۔ آنکھوں میں آنکھ ڈال کر بات ہی نہیں کرتی۔ کھوئی کھوئی سی پتا نہیں۔۔۔"
"یہی۔۔۔ بات۔۔۔" لیلیٰ بیگم کا چلتا ہاتھ رک گیا۔ نازک جسے وہ سویا ہوا گمان کررہی تھیں۔ اچھل کر بیٹھی تھی۔
"یہی بات میں نے بھی فیل کی ہے۔ صوفیہ نانو تو بالکل بدل گئی ہیں۔ پہلے تو مجھے اتنا پیار کرتی تھیں مگر اب تو مجھ سے ڈر رہی تھیں جیسے۔۔۔"
"یعنی میں نے صحیح فیل کیا ہے۔" لیلیٰ بیگم کی تیوریاں چڑھ گئیں۔
"آپ نے اسے بریک فاسٹ کرتے دیکھا تھا۔" لیلیٰ بیگم کی سوالیہ نظریں اٹھیں۔
"دو براؤن بریڈ کے سلائس پھیکے دودھ کے ساتھ اور ایک فریش جوس کا گلاس اگر وہ اسی طرح سے کھائے گا تو بالکل اسمارٹ ہو جائے گا بلکہ پہلے سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

آدھا تو ہو ہی چکا ہے۔ کہیں ذیرو فگر کے چکر میں تو نہیں ارجن رام پال کی طرح۔۔۔ تو پھر میرا کیا ہو گا نانو جان! مجھے تو وہ پسند ہی اسی لیے آیا تھا کہ میرے جیسا دکھتا تھا۔ مجھے کبھی طعنہ نہیں مار سکتا تھا فیٹی ہونے کا۔۔۔ میں جواب میں اسے آئینہ دکھا دیتی مگر۔۔۔ اگر وہ اسی طرح کم ہوتا رہا تو لوگ تو ہمیں شادی کے بعد الن ننھا کہیں گے۔" سخت فکرمندی سے حقیقت کے آئینے میں جھانکتی وہ چلا ہی تو پڑی اور لیلیٰ بیگم کے نقوش بگڑ گئے۔ یہ تو انہوں نے کبھی نہیں سوچا۔ کتنی باریک بین تھی نازک۔۔۔ اگلے ہی لمحے انہیں نواسی پر ٹوٹ کر پیار آیا۔ اسے بانہوں میں بھر لیا۔

"وزن کم کرنا مسئلہ ہوتا ہے۔ بڑھانا نہیں۔۔۔ ایک مہینے میرے ہاتھ کے تر نوالے کھائے گا تو واپس اصل حالت میں آجائے گا۔" وہ پر یقین تھیں، بے فکری سے کہا۔

"وہ کھائے گا؟ دیکھا نہیں ناشتے پر کتنے لوازمات تھے مگر اس نے وہی۔۔۔"

"جانے دو ناشتے کے لوازمات۔۔۔ نوین کو کیا پتا، کیسے راتوں کو جاگ جاگ کر نہاری اور پائے دھیمی آنچ پر پکائے جاتے ہیں۔ میرے ہاتھ کے کھانوں کی خوشبو سے تو لوگ سوتے سے جاگ کر خوشبو کے سہارے گھر تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ اخفش کس کھیت کی مولی ہے۔"

ان کی خود ستائشی گھمنڈ کی حد سے بھی گزر گئی۔ حقارت سے ہاتھ چلایا۔ نازک کی رنگت بحال ہونے لگی۔

☼ ☼ ☼

"یہ آپ نے بالکل بھی اچھا نہیں کیا دادو۔۔۔!" وہ خشم ناک تیور لیے ٹہلنے لگا۔ "آپ مجھے اس طرح پریشرائز نہیں کر سکتیں۔" اس نے ہاتھ پر مکا مارا۔

"کون سی زبان سے یقین دلاؤں کہ وہ کبھی میرے سر پر ہتھوڑے کی طرح برسی ہیں اچانک۔۔۔" صوفیہ دادی کا لہجہ سچائی کا ترجمان تھا۔ وہ ٹھہر کر چہرہ تکنے لگا۔

"ارے جانے بوجھتے کون اپنے سر مصیبت مول لیتا ہے۔ میں نے تو فون سننے بھی بند کر دیے تھے۔" وہی جواب وہی کے لیے روبرو پہنچ گئی۔ "میری تو یہ سمجھ میں نہیں آ رہا اب ہو گا کیا؟"

انہوں نے اسی سے مدد طلب کرنے کا سوچا۔ نوین کندھے اچکا کر مراقبے میں چلی جاتی تھی۔ اشتیاق احمد اجنبی ہو جاتے تھے۔ جیسے جانتے نہیں، پہچانتے نہیں۔

"صاف منع کر دیں۔" اس نے دوٹوک انداز سے حل پیش کیا۔

"کیا کہوں گی۔"

"یہی کہ میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں اور اس سے شادی کروں گا۔" اس کا چہرہ محض ذکر ہی سے سو والٹ کا بلب ہو گیا۔

"کیا بہت اچھی ہے؟" صوفیہ دادی کا دھیان پلٹ گیا۔

"ہاں بہت۔۔۔" وہ تسلی سے کرسی پر تشریف فرما ہوا۔

"خوب صورت بھی ہے؟" یہ عین ممکنہ سوال تھا۔

"بہت زیادہ۔" اس کی آنکھوں کے آگے مختلف "روپ" چکرانے لگے۔ ہنستی ہوئی، روتی ہوئی، مسکراتی ہوئی، غصہ کرتی، کھاتی پیتی، چلتی پھرتی۔ ہر حال میں دل کی دیوار سے ایک اینٹ گرا دیتی تھی۔

"تو مجھ سے ملواتے کیوں نہیں۔۔۔؟" آخری سوال اس کے علاوہ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

"ملوا دوں گا۔۔۔ پہلے آپ اس مصیبت سے تو جان چھڑائیں۔"

"کون سی مصیبت۔۔۔؟"

"یہی لیلیٰ نانو اور ان کی نازک سی نواسی۔۔۔"

"تم سے رائے لے کر ہی نازک کو سوچا تھا۔"

"تو صرف سوچ تک محدود رہتیں نا۔۔۔ آپ آگے کیوں بڑھیں؟"

"آگے کہاں بڑھ رہی تھی۔ بس یونہی باتوں باتوں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں بات بڑھ گئی۔"

"اوہ دادو۔۔۔ کون سا منگنی ہوئی بلکہ بات چیت بھی نہیں کہہ سکتے۔ ایک خیال تھا آپ دونوں کے بیچ بس۔۔۔" وہ صحیح کہہ رہا تھا۔

"یہ ہمارا خیال ہے کہ وہ ایک خیال تھا۔ لیلیٰ نے اسے ارادہ ہی سمجھا۔"

"تو یہ تو پھر ان کی غلطی ہے نا۔" اس نے بے پروائی سے کہا۔ صوفیہ دادی کا سر اثبات میں ہلنے لگا۔ خاموشی کا وقفہ بڑھ گیا۔

"کیا وہ نازک سے بھی زیادہ پیاری ہے؟" انہیں یک دم نازک کا بے تحاشا حسین چہرہ یاد آیا اور اس میں شک کی گنجائش بھی نہیں تھی۔

حسین تو وہ تھی مگر اس حسن کا طول و عرض یہاں سے وہاں تک پھیلا ہوا تھا اور جس حساب سے وہ کھاتی تھی اور جنبش بھی کرنا منع تھا۔ اس رقبے نے نہ جانے اور کتنی جگہ گھیرنی تھی۔

"میں نے کبھی تقابلی جائزہ نہیں لیا دادو۔۔۔ اور میں نے یہ بھی کب کہا کہ نازک پیاری نہیں ہے یا اچھی نہیں ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہو گیا ہے کہ مجھے اس کے علاوہ اب اور کوئی اچھی نہیں لگتی۔"

صوفیہ دادی اس کا چہرہ دیکھتی رہ گئیں۔ نوال کی دی ہوئی ساری ہدایتیں بھک سے اڑ گئیں کہ کن کن طریقوں سے وہ اسے دباؤ میں لا کر منوا سکتی ہیں۔ پوتے کے چہرے پر اتنی رونق تھی اس کے نام کی کہ ان کے دل سے دعا نکلی، یہ جگمگاہٹ ہمیشہ قائم دائم رہے۔

"ٹھیک ہے، میں بات کرتی ہوں لیلیٰ سے، زبردستی کے رشتے بنا بھی دیے جائیں تو سروائیو نہیں کر سکتے۔"

ان کے جملے میں اعتراف شکست تھا، مگر لہجے میں اک نئی ہمت، عزم ارادہ۔۔۔ اخفش نے بے یقینی سے انہیں دیکھا اور جست بھر کے ان کے بیڈ پر پہنچا۔

"اوہ دادو! میری گریٹ دادو۔۔۔ اوم۔۔۔ ما۔۔۔ اس نے دائیں گال کا بوسہ لیا۔ اس نے بائیں گال کا بوسہ۔۔۔ لینا۔۔۔ چاہا۔ دھاڑ۔۔۔ خواہش ادھوری رہ گئی۔ وہ چونک کر سیدھا ہوا خشم ناک بلکہ ہیبت ناک تیور لیے پورے دروازے کو ایک ہاتھ سے دیوار کے ساتھ مار کے ان دونوں کو گھورتی وہ دو۔۔۔ نہیں چار آنکھیں۔ بلکہ آنکھیں نہیں۔۔۔ دو بم تھے۔ آتش گیر مادہ شعلے اگلتی لیلیٰ بیگم۔۔۔ اور ان کے پیچھے نازک اندام۔۔۔

اخفش نے صوفیہ دادی کے سہم جانے کو واضح طور پر محسوس کیا۔ وہ ہر قسم کی صورت حال کے لیے تیار ہو گیا۔

ان کو بتانا مشکل مرحلہ تھا۔ اچھا ہوا وہ سب سن چکیں۔ اب تو صرف وضاحت کرنی تھی۔ معذرت کرنی تھی۔ غلط فہمی کو راہ راست دکھانی تھی۔ مگر۔۔۔ مگر کیا یہ سب اتنا آسان تھا۔ صوفیہ بیگم نے حلق تر کرتے ہوئے سوچا۔

لیلیٰ بیگم کی آنکھوں کا جلال۔۔۔ شہنشاہ جلال الدین اکبر سے بھی بڑھ کر تھا اور نازک اندام کی آنکھوں کا ملال۔۔۔ وہ غم و شکوہ، بے یقینی، نہیں نہیں!! خوب صورت آنکھیں لبریز ہونے لگیں۔ اخفش پہلی بار گھبرایا۔ وہ جلال کو تو دلائل سے ٹھنڈا کر سکتا تھا۔ ان نین کٹوروں میں پانی کیسے ٹکتا، یہ تو سیلاب کی مانند لگ رہے تھے اور سیلاب کا کام بہالے جانا ہوتا ہے۔ اللہ خیر۔

☼ ☼ ☼

سارا گھر صوفیہ دادی کے کمرے میں اکٹھا تھا۔ لیلیٰ بیگم کے رونے کی آواز اتنی بلند تھی کہ پڑوس سے زینت تائی۔۔۔ نوال کا سہارا لیے دوڑی چلی آئیں۔

پہلی نظر نازک اندام پر پڑی۔ اسے جیسے کوئی اسٹاپ کہہ گیا تھا۔ کرسی کی ہتھیوں پر دونوں ہاتھ ٹکائے وہ سارے شور و غل سے انجان ناک کی سیدھ میں دیوار کو پلکیں جھپکائے بغیر تک رہی تھی۔ ہاں بس گلابی گال پر ایک تار کے آنسو تھے جو ٹھوڑی پر آ کر گریبان میں ٹپک جاتے تھے۔

اور سیدھی صاف بات یہ ہوئی کہ نازک کو دیکھنا دل گردے کا کام تھا اور خوامخواہ کا احساس جرم سب کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

دلوں کو مسوسنے لگا۔

یہاں تک کہ انفش بھی پہلو بدلنے پر مجبور ہو گیا۔ مجرم نہ ہوتے ہوئے بھی وہ مجرم بن گیا تھا اور سب سے بڑھ کر نوال کی قہر برساتی نظروں کا سامنا کرتا۔ وہ منہ سے تو کچھ نہیں بولی تھی، مگر نوال ضمیر خان کے لیے کب ضروری تھا کہ وہ زبان کو تکلیف دے۔ اس کی نظریں ہی جب یہ فرض ادا کر رہی تھیں۔

"بے وفا۔ خود غرض، جفا شعار، ایک لڑکی کو امیدیں دلا کر، خواب دکھا کر راہ بدل لینے والے دھوکے باز... تمہاری تو..."

انفش نگاہوں کا جواب نگاہوں ہی سے دینے کی کوشش کر لیتا۔ وقتاً "فوقتاً"۔

"نہیں میرا کوئی قصور نہیں۔ یہ تو نانی دادی کی آپس کی بات بلکہ بات بھی نہیں محض ایک تذکرہ تھا کہ اگر یوں کر لیا جائے تو... میں نے ہمت کبھی نہیں بڑھائی خدا کی قسم۔"

مگر نوال کے چہرے کے تاثرات نے بتایا اسے اس سب بکواس کو سننے کی قطعی خواہش مند نہیں۔

ایک مرد کے ہاتھوں مظلوم و معصوم عورت کا استحصال...

سب تو لیلیٰ بیگم کے سیاپے کو سن رہے تھے۔

نوال آگے بڑھ کر نازک کی کرسی کی ہتھی پر ٹکی اور شانے سے بازو گزار کے اس کا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔ پتھر میں جنبش ہوئی۔

بھرے ہوئے نیناں اٹھے اور اگلے ہی پل وہ نوال سے لپٹ کر جو رونا شروع ہوئی تو لگا بادل گرجے ہوں۔ لیلیٰ بیگم جو رو رو کر اور بہت سا بول بول کر تھک سی گئی تھیں۔ بری طرح چونکیں۔ نازک کو دیکھا اور پھر جو نانی نواسی نے تان سے تان ملائی تو اگر یہ ملہار ہوتا تو شہر کراچی کی حسرتیں مٹ جاتیں۔ وہ چھاجوں چھاج مینہ برستا کہ... بیاہی بیٹیاں چیخ چیخ کر گاتیں۔

"اماں میرے باوا کو گھر میں رو کے رکھیو ری کہ ساون آیا۔"

"پلیز لیلیٰ نانو...!" اس نے محض انگلیوں کی اگلی پوروں سے ہی چھوا ہی تھا۔

"او نوال...! دیکھا تم نے انہوں نے میرے ساتھ کیا کیا بلکہ ہمارے ساتھ..."

نوال کا سانس کہیں راستے میں اٹک گیا۔ اسے اپنی ہڈیاں چٹخنے کا شک ہونے لگا۔ لیلیٰ بیگم نے غم غلط کرنے کے لیے اسے خود سے لپٹا لیا تھا۔

نوال کو آہ کرنے کا بھی موقع نہ ملا۔ وہ اسے تقریباً" اپنی گود ہی میں بٹھا لینا چاہتی تھیں۔

"جی نانو جی... میں سب دیکھ رہی ہوں۔ بالکل..." نوال غیر محسوس انداز سے ذرا دور کھسک رہی تھی۔

"بتاؤ ہمیں کس عدالت میں اپنا مقدمہ لے کر جاؤں...؟ وعدہ کر کے پھرنا بھلا کوئی انسانیت ہے۔" نوال کا گھنگریالہ چھتہ دائیں بائیں ہلا۔

"میں نے تو ایک دنیا کو بتا ڈالا کہ میری نازک کا رشتہ میں نے اپنی کزن کے پوتے ہائے ہائے۔" شدت غم سے جملہ مکمل نہ ہو سکا۔ چھتہ اوپر نیچے ہلنے لگا۔

"زبان سے پھرنے والوں کو کیا کہتے ہیں؟"

"فریبی...!" جواب نوال ہی کو دینا تھا۔

"خواب دکھا کر دامن جھٹک دینا شریفوں کا شیوہ ہے بھلا؟"

"نہیں، کبھی نہیں..."

"اب میری نازک کے آنسو کون پونچھے گا۔" لیلیٰ بیگم کی نگاہیں "جھڑی" پر تھیں۔

"میں نے کوشش تو کی تھی آنٹی جان۔" نوال نے یاد کروانے کی کوشش کی، مگر ان کا سر مسلسل نفی میں ہل رہا تھا۔

"نہیں۔ تمہیں اس کی خوشیاں لوٹانے کی کوشش کرنی چاہیے۔"

"میں حاضر ہوں۔" نوال نے سینے پر ہاتھ رکھا۔

"دل و جان سے... کیڑا ہوں اگرچہ ذرا سا..." انفش بڑبڑایا۔ نوال کو گھورا۔ "شعر تو مکمل پڑھو۔" نوال دانت کچکچا کے رہ گئی۔

"ذرا سا پتھر ہاتھی کو پٹخنی دے سکتا ہے۔" وہ تکیہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

درست کرنے کے بجائے اخفش کی جانب جھکی تھی۔

"مجھے برا نہیں لگا کیونکہ اب میں ہاتھی نہیں رہا۔"

بے حد گمبھیر صورت حال میں بھی نوال کو ہنسی آگئی۔ جسے اس نے بروقت روکا۔

"اچھے ہوتے ہیں وہ لوگ جو اپنا ماضی نہیں بھولتے۔ یاد رکھتے ہیں۔"

"تو ان لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے۔ جو وعدہ کرکے وقت مانگ کر پھر بھول جاتے ہیں۔ ہاتھ نہیں آتے۔ بات ہی نہیں کرنا چاہتے۔"

اخفش کی آواز ذرا بلند ہوگئی۔

"کیا کہہ رہا ہے یہ؟" وہ کھا جانے والی نگاہوں سے اخفش کو دیکھنے لگیں۔

"کچھ نہیں... بکواس کررہا ہے۔" نوال نے دھاڑ لگائی۔

"میں چلتا ہوں دادو...!" اخفش، صوفیہ بیگم سے مخاطب تھا۔

"آپ کی مشکل تو حل ہوگئی۔ اب لیلیٰ نانو کو بتانے کا مرحلہ طے ہوگیا۔ سب کچھ واضح ہوگیا اصل حقیقت سے تو وہ بھی واقف ہیں کہ محض ارادہ یا خواہش پر وہ اس طرح سے مجھے یا آپ کو بلیم نہیں کرسکیں، میرا نہیں خیال کہ میرے کسی عمل یا قول سے میری نازک کی طرف خصوصی دلچسپی ظاہر ہوئی ہوگی۔ ہاں وہ مہمان تھی اور میں نے اچھا میزبان ہونے کا ثبوت دیا تھا۔ دادو کچھ ارادے ضرور باندھ رہی تھیں اور انہیں میری زندگی کے تمام فیصلے کرنے کا اختیار میں نے خود دے رکھا تھا۔ مگر..."

اخفش نے قصداً رک کر سب کو دیکھا۔

"میں نے ہی انہیں منع کردیا تھا کہ وہ نازک اندام کے حوالے سے بات کو بڑھائیں مت۔"

سب کی نگاہیں صوفیہ بیگم پر اٹھ گئیں۔ انہوں نے مجرم کی طرح سر جھکالیا۔

"ہاں... کہا تھا، مگر میں نے سنجیدگی سے نہیں لیا اس کی بات کو..." "لیکن... ساتھ ہی میں نے لیلیٰ کی حوصلہ افزائی بھی چھوڑدی تھی۔"

صوفیہ دادی کی حقیقت بیانی پر جہاں سب نے سکھ کا سانس لیا۔ وہیں ٹھنڈی پڑتی لیلیٰ بیگم اور نازک دوبارہ سے بھڑک اٹھیں۔ مطلب نازک نے باآواز بلند رونا شروع کردیا جب کہ لیلیٰ بیگم نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنی رانوں پر دونوں ہاتھ پے در پے برسانے شروع کردیے۔

بات سنبھلنے کے بجائے بگڑنے لگی۔ لیلیٰ بیگم بتا رہی تھیں انہوں نے کتنے ہی سوالیوں کو (نازک کا ہاتھ مانگنے والے سوالی) صوفیہ اور اخفش کے بھروسے پر ٹھکرادیا۔

ایک ڈاکٹر... دو انجینئرز، تین بزنس مین اور چار دوسرے بھی..."

"دس رشتے..." نوین نے تیزی سے انگوٹھے کو پوروں پر چلایا۔ اس ہبڑا دبڑی کے زمانے میں جب رشتوں کا کال پڑا تھا۔ ایسے میں نازک اندام خوش نصیب تھی مگر..."

"میں نے سوچا غیروں پر بھروسا کرنے سے بہتر ہے اپنوں کا یقین کروں اپنا مارے گا بھی تو چھاؤں میں..."

(مجبوراً" سنتا اخفش چونکا۔ عورت پر ہاتھ اٹھانے والی مثال بالکل پسند نہیں آئی، مگر احتجاج کا موقع کون دے رہا تھا)

"کمی کیا ہے میری نازک میں۔ گوری چٹی گلابی لڑکی..."

"پڑھی لکھی... سمجھ دار... (بھاں بھاں کرکے رو رہی تھی) اور..."

اوصاف گنواتے گنواتے وہ یک دم خاموش ہوگئیں سب کے چہروں سے واضح تھا۔ ذرا جو متفق ہوں قطعی نہیں... یہ کس کا ذکر خیر تھا؟ سب کے چہرے سوالیہ تھے۔ لیلیٰ بیگم کا غصہ عود کر آیا۔ کسی کو بھی اس درد کا احساس نہیں تھا جس سے وہ گزر رہی تھیں۔ وہ غم جو ان کی حساس نواسی پر پڑا تھا۔ اس کا دل ٹوٹا تھا اور ادھر... بس ایک نوال تھی جو بہت دردمندی سے نازک کے شانے پر ہاتھ دھرے سخت شاکی نگاہوں سے اخفش انعام کو تکتی تھی۔

WWW.P11SOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"تم اتنی آسانی سے خود کو بے قصور ثابت نہیں کرسکتے۔" انہوں نے براہ راست اخفش کو مخاطب کیا۔ "میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔" سب چونکے، یہ دھمکی تھی' ان کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔ اخفش نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولنے چاہے۔

مگر صوفیہ دادی کی منت بھری نگاہوں نے اسے لب بھینچ لینے پر مجبور کردیا۔

"آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں نانو جان.... چھوڑنا چاہیے بھی نہیں۔" یہ نوال کی آواز تھی۔ اس نے صرف زبانی حمایت کا اعلان نہیں کیا تھا۔ بلکہ دوسرا ہاتھ لیلیٰ بیگم کے شانے پر رکھ کے گویا اپنے ساتھ کا یقین دلایا تھا۔ سب کی پھٹی پھٹی نگاہوں سے بے نیاز اس نے وفاداریاں بدل لی تھیں۔

☼ ☼ ☼

رات کو شدید غیض اور لاتعلقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بند کیے جانے والے بڑے بڑے بکسے صبح کھل گئے تھے۔ صوفیہ دادی نے سکھ کا سانس لیا۔ کتنی ناک کٹنے والی بات ہوتی کہ وہ نانی نواسی ان کے گھر سے روتے دھوتے نکلتیں اور ہوٹل میں قیام فرماتیں۔ منت ترلے' معافی تلافی' بجھانا بجھانا.... اف کیسے کڑے امتحان سے گزری تھیں وہ۔

"میں خود تمہاری طرح انجان ہوں کہ کون ہے وہ لڑکی... کہاں ملی اسے اور بات اتنی آگے بڑھ گئی کہ اس نے نا صرف پسندیدگی کا اعلان کیا بلکہ شادی کا ارادہ بھی بتادیا۔"

"اللہ جانے کون ہے' کہاں رہتی ہے' آگا پیچھا کیا ہے اور اگر جو کوئی ایسی ویسی ہوئی تو....." صوفیہ دادی نے خدشات میں گھر کر نوین کا ہاتھ پکڑلیا۔

"تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو صوفیہ.... ایسی ویسی ہی ہوگی۔ جب ہی تو اچھے لڑکے کو پھانس لیا۔ ارے آج کل کی لڑکیوں نے یہی شارٹ کٹ اپنا لیے ہیں۔ جہاں ذرا فائدہ دیکھا گر پڑیں۔" ان کا لہجہ تحقیر آمیز تھا۔

نوین اختلاف کرنا چاہتی تھی' مگر صوفیہ بیگم کو دیکھ کر رہ گئی۔ وہ زور شور سے سر اثبات میں ہلا رہی تھیں۔

"تم فکر نہ کرو صوفیہ.... میں ہوں نا۔"

"تم کیا کرو گی؟"

"میں پتا لگاؤں گی کہ وہ کون ہے۔ جھوٹے کو گھر تک پہنچا کر نہ آئی تو نام بدل دینا۔" ان کا عزم جوان تھا۔

"تمہیں کیسے پتا کہ وہ لڑکی جھوٹی ہے۔" صوفیہ دادی حیران رہ گئیں۔

"افوہ....!" لیلیٰ بیگم بھنائیں۔

"لیکن تم پتا کیسے لگاؤ گی؟" ان کے پچھلے بے وقوفانہ سوال کی جگہ اب یہ سوال علم و حکمت سے بھرپور تھا۔

"یہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔" انہوں نے گردن تانی۔ نجانے کیا کھچڑی پک رہی تھی۔

صوفیہ دادی نے سر ہلایا۔ "ٹھیک ہے چھوڑ دیا۔" وہ بے فکر ہوگئی تھیں۔

☼ ☼ ☼

ٹوں ٹوں....

"مجھے لگتا ہے میں اتنا پریشر برداشت نہیں کرپاؤں گا۔" اس نے میسج پڑھا۔

"سمجھو 'آج کی رات کالی ہوگئی۔" اس نے موبائل پر تیزی سے انگلیاں چلائیں۔

"یوگا کیا کرو' اس سے قوت برداشت میں اضافہ ہوتا ہے۔"

ٹوں ٹوں....

"اس سے کیا ہوگا؟" وہ پہلے ہی سے جواب لکھ کر بیٹھا تھا شاید۔

"دنیا کا سامنا کرنے کی ہمت پیدا ہوگی۔"

"دنیا سے تو میں پہلے بھی کبھی نہیں ڈرا۔"

"رات کے چودہ بجے میرا سر کیوں کھا رہے ہو۔ خبردار جو مجھے میسج کیا۔"

"یقین کرو' دل ہلکا نہ کیا تو دل پھٹ جائے گا۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اسکرین پر پرنٹ جملے میں سے جذبات عیاں نہیں ہوتے' مگر وہ ٹھٹک سی گئی۔

اسے جملے کے اندر چھپا درد اور سچائی محسوس ہو رہی تھی۔ یکدم گھبرا کر اس نے موبائل بیڈ پر ڈال دیا۔ مگر مسلسل ہوتی ٹوں ٹوں......

اگر وہ فون بند بھی کر دیتی تو...... صبح Inbox بھرا ہوتا۔

اور اس سے بھی بڑھ کر وہ باز پرس کرنے پہنچ جاتا۔ موبائل پر تو وہ اسے گھما لیتی تھی۔ مگر روبرو بات کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔

Downloaded From
Paksociety.com

"ٹوں ٹوں......"

اسے موبائل پکڑنا پڑا۔

"اجازت ہو تو خوش فہمی پال لوں کہ میرا دل پھٹنے کے خدشے نے تمہیں غم سے ساکت کر دیا ہے۔"

"منہ دھو رکھو۔"

"فرمائش ہے کہ حکم......"

"درخواست ہے کہ مجھے تنگ نہ کرو ورنہ۔"

"ورنہ...... ورنہ کیا...... کیا تم میری شکایت کرو گی۔ کس سے؟ اپنے باپ بھائیوں سے' اماں سے...... یا تھانے میں؟ قسم سے یار یہی کرو۔ کچھ تو کرو۔"

اس نے شدید خوشی کے عالم میں گویا منت کی۔ وہ شکایت کر دیتی تو سارے ولدر دور ہو جاتے۔ مگر افسوس تو یہی تھا کہ وہ کچھ کرتی نہیں تھی۔ یا پھر یہ کہ اسے معلوم تھا۔ لب کشائی پر اس نے ہی پھنس جانا ہے۔ اور پھر کوئی اس کی نہیں سننے گا۔

اور وہ واقعی یہی سوچ رہی تھی۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن......

"مگر اب مجھے میسج کیا ناں تو میں۔"

"تم ایسا کرو' میرے یہ سارے میسجز لے کر میرے گھر آجاؤ۔ میں تمہاری خاطر ذلیل ہونے کو تیار ہوں۔"

وہ بڑے مزے سے تکیوں کے ڈھیر پر اوندھا ہو گیا۔ وہ زچ ہونے لگی تھی۔ اس نے مسکرا کر سوچا۔ اور یہ سچ تھا۔ اس کا فون بجنے لگا۔ وہ کال کر رہی تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے' میں تم سے ڈرتی ہوں۔" اس نے ہیلو کہنے کا موقع بھی نہیں دیا۔

"نہیں مجھ سے کیا تم تو کسی سے بھی نہیں ڈرتیں۔" اس کا لہجہ ہنسی سے بھرپور تھا۔

"پھر بھی......" وہ غرائی۔

"ہاں پھر بھی......" وہ مسکرایا۔ تب دانت پیسنے کی آواز لہروں سے بھی کانوں میں پہنچ گئی۔ اس نے فون دوسرے کان سے لگا کر پہلے والے میں انگلی گھمائی۔ اور تسلی سے لیٹ گیا۔ موضوع اخلاقی تھا۔ مگر گفتگو۔ تو تھی ناں۔"

"میں تمہیں پہلے بھی سمجھا چکی ہوں کہ۔"

"اور میں بھی تمہیں بتا چکا ہوں۔ میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔" اس نے اسی کے لہجے میں کہا۔

"تم پچھتاؤ گے۔"

"اگر قسمت میں پچھتاوے لکھے ہیں۔ تو میں کچھ کر کے پچھتانا پسند کروں گا۔" صاف ظاہر تھا' اسے مزہ آرہا تھا۔

"بعض دفعہ پچھتانے کے لیے زندگی نہیں بچتی۔"

"تو کیا تم میری جان لو گی۔ مگر وہ کیا کہتے ہیں شاعر۔"

ہم نے پہلے تو ان کے آگے خنجر رکھ دیا
پھر قدموں میں دل رکھ دیا' سر رکھ دیا

"خفش انعام...... تم اپنی حد سے بڑھ رہے ہو۔"

"آں آں...... میں تو جان کا نذرانہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں کوئی تمہاری دھرتی ماں ہوں جو جان کا نذرانہ لوں گی۔ جاؤ اتنی فالتو کی چربی محاذ جنگ پر جا کر استعمال کرو۔"

"اونہوں یہ زیادتی ہے۔ میں ساری چربی جم جا کر اور بھوکا رہ کر پہلے ہی جلا چکا ہوں۔"

"میں نے تو نہیں کہا تھا۔" وہ بھڑکی۔

"نہیں' مجھے خود سے احساس ہوا کہ مجھے ایسا لگنا چاہیے۔ جس سے تمہیں متعارف کرانے میں شرمندگی نہ ہو۔"

"مجھے کون سی آفت پڑی ہے کہ تمہارا تعارف

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

کرواتی بھول گئی۔" اس کا لہجہ استہزائیہ ہو گیا۔ پر اس نے برا نہ مانا۔ اسے اب اس کی کوئی بات بری نہیں لگتی تھی۔

"اب اس کا تو پھر تفصیلی جواب ہے۔ سناؤں۔" اس کی آواز بھاری ہو گئی۔ اور بس یہیں آکر وہ بدک جاتی تھی۔ منہ در منہ جنگ میں وہ اسے پچھاڑ دیتی تھی۔ مگر جہاں اس کا لہجہ بدلتا۔ جملہ ذو معنی ہو جاتا۔ وہاں وہ بولنا بھول جاتی۔ اور شاید اسے اس چیز کا پتا لگ گیا تھا۔ جب ہی۔۔۔

"بولو بولتی کیوں نہیں۔۔۔ سناؤں؟"

"خبردار جو ایک لفظ بھی کہا۔" وہ دھاڑی۔ "؟ اور اگر جو مجھے آئندہ فون کیا تو۔" وہ آگ بگولا ہو گئی۔ وہ ہنس دیا۔

"میں نے تو آج بھی نہیں کیا تھا۔۔۔" (ہائیں۔ وہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئی)

"میسج تو تم کر رہے تھے۔ شروعات تم نے کی۔"

"پہل مردوں ہی کو کرنی چاہیے یار!" وہ تکیہ بانہوں میں بھرے اوندھا ہو گیا۔ ادھر اسے پتنگے لگ گئے۔

"تت۔۔۔ تم مجھے یار کہہ رہے ہو۔ تمہاری اتنی جرات۔ تم۔۔۔"

"پھر اور کیا کروں نام لینے سے بھی منع کر رکھا ہے۔"

"فون بھی نہ کروں، میسج نہ کروں۔ راستے میں نظر پڑ جائے تب دوسری نگاہ نہ ڈالوں۔ تمہارے گھر نہ آؤں، تمہیں مخاطب نہ کروں۔ اتنی حد بندیاں مت لگاؤ۔ سانس لینے کی جگہ تو چھوڑ دو یار۔۔۔!" وہ پھر نافرمانی کر بیٹھا۔ "سنا تھا، اظہار محبت پریشانیوں کا حل ہوتا ہے۔ میرے ساتھ تو الٹ معاملہ ہو گیا۔

اچھا چلو کوئی ٹائم لمٹ دے دو۔ ہاں یا ناں کر دو۔۔۔ لیکن تمہیں ناں تو بالکل مت کرنا۔ وہ تو میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے تم میرے۔۔۔ لیے۔"

وہ یکدم ٹھٹکا۔ فون چہرے کے سامنے کیا۔ نجانے کب سے وہ فون رکھ چکی تھی۔ "شٹ" اس نے فون کو دور پھینک دیا۔

☼ ☼ ☼

شانے پر ٹکایا بیگ پھسل کر کہنی میں آکر لٹک گیا تھا۔ بغل میں فائلز دبی تھیں، ایک ہاتھ میں لائبریری سے ایشو کروائی گئی۔ بہت موٹی وزنی کتاب۔

اور دوسرے ہاتھ میں پیٹ پوجا کا سامان۔۔۔ اور اس پر ہونقوں سا کھلا منہ۔ صبح سے پریڈز لے کر دماغ چکرا گیا تھا۔

پکی سہیلی کو کمزوری کے عالم میں پہلے ہی غش پڑ چکا تھا۔ اسے آرڈر نوٹ کروا کر اوندھی کی پڑی تھی۔

مگر تب ہی اس طرح لڑکھڑائی جیسے کسی نے قدموں سے زمین کھینچ لی ہو۔ ہاتھوں میں تو سامان تھا۔ اس نے تیز تیز پلکیں جھپکیں۔ مگر یہ منظر سچ تھا۔ موٹی کتاب بغل سے سرک کر قدموں پر جا پڑی۔ ٹرے بھی گرنے کو تھی۔ مگر اس کے حواس جاتے رہے۔ سامنے۔۔۔ یقیناً "یہ اشتیاق احمد ہی تھے۔ اور ان کے ساتھ نازک اندام۔۔۔ مگر ان دونوں کا یونیورسٹی میں کیا کام۔ وہ بھی ایسے حلیوں میں۔۔۔ سر پر ہیٹ۔۔۔ اور آنکھوں پر سیاہ چشمے۔۔۔ ہیٹ کے چھجے کو چہرے پر یوں جھکا کر رکھا تھا جیسے شکل چھپانا مقصود ہو۔

دونوں کسی مزاحیہ زیرو زیرو سیون فلم کے کردار لگتے تھے۔

یہ چکر کیا تھا۔ اور اشتیاق احمد جو اسے کھلا پیا سب بتاتے تھے۔ آج اس سے بھی پردہ داری۔۔۔؟

"نہیں"۔۔۔ نوال کا سر۔۔۔ نفی میں ہلا وہ اپنی بھوک پیاس تھکان محو انتظار پکی سہیلی یہاں تک کہ لائبریری کی کتابوں تک کو بھول گئی۔ ہاتھ میں پکڑے ٹرے بھی کھڑکی کے باہر ذرا سی نکلی دیوار پر رکھ دی۔

"کون ہیں آپ لوگ۔۔۔ اور یہ کیا ہو رہا ہے؟" اس کی آواز بارعب تھی۔

"وہ ہیلو نوال تم۔۔۔" اشتیاق احمد چونکے۔

"جی میں۔۔۔!" وہ کڑک انداز اختیار کرنا چاہ رہی تھی مگر اچنبھا اس قدر تھا کہ چہرے سے عیاں تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"آپ دونوں یہاں کیا کر رہے ہیں۔ اور وہ بھی اتنے عجیب حلیوں میں۔" اس نے ہاتھ کو اوپر سے نیچے کر کے حلیے پر نظرثانی کی خواہش کی۔

حلیے پر اشتیاق احمد نے جھک کر خود کو دیکھا۔

"کیا ہوا ہے ہمارے حلیوں کو' اتنے تو اچھے لگ رہے ہیں۔ کیوں نازک۔۔۔؟"

"جی جی۔۔۔ بالکل۔۔۔"

"لیکن آپ لوگ آئے کیوں ہیں۔ یوں ایسے اچانک؟" نوال کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔

"اوہ۔۔۔ بس نازک کو یونی ورسٹی دیکھنے کا شوق تھا۔" نازک نے سرہلایا۔

"تو مجھے کہہ دیتی ہمیں لے آتی ساتھ۔"

"ہاں' نازک نوال کو کہہ دیتیں۔" نازک نے پھر سرہلایا۔

"نہیں' یہ کوئی اور چکر ہے۔ آپ لوگ منہ کھولتے ہیں یا نہیں۔۔۔" نوال نے تیزی سے گردن گھمائی۔ پھر دھمکاتی نگاہوں سے دونوں کو دیکھا۔

"تم جاؤ یہاں سے' مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔" یہ انداز تو قطع تعلق جیسا تھا۔

"ہاں نوال' تم جاؤ' ہمیں کام کرنے دو۔" نازک نے نروٹھے پن اور اجنبیت سے منہ ہلایا۔

"ہائیں۔۔۔!" نوال کے لیے جملے کے دونوں حصے چونکانے والے تھے۔

"پہلے اسے۔۔۔ یعنی نوال ضمیر خان کو چلے جانے کا کہنا۔۔۔ اور دوئم کام کون سا کام۔۔۔ وہ بھی اس طرح چپکے چپکے۔۔۔ نوال نے جو سوچا وہ پوچھ بھی لیا۔

"ہے کوئی کام۔۔۔ تمہارے مطلب کا نہیں ہے۔ ہمارا پرائیویٹ کام ہے۔" نازک بولی۔

"پرائیویٹ کام۔۔۔" نوال کے ڈیلے گھومے۔ پھر وہ خود بھی گھوم کر اشتیاق احمد کے روبرو ہوگئی۔ "آپ نے پارٹی کب بدلی۔ بولیے۔"

اور اس سوال میں جو مان تھا۔ یاد دہانی تھی۔ محبت تھی اور بے یقینی۔۔۔

اشتیاق احمد گڑبڑائے۔ "نہیں پارٹی تو نہیں بدلی۔ مگر نازک سے وعدہ کیا تھا' کسی کو بھی نہیں بتاؤں گا تو۔۔۔ وعدہ خلافی تو نہیں کرنی چاہیے ناں۔" وہ بھولپن سے بتانے لگے۔

"میں "کسی" ہوں۔" نوال کا صدمہ بڑھتا جاتا تھا۔

"نہیں۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ۔۔۔"

"اوہ نانا جان۔۔۔!" اشتیاق احمد کا جملہ ادھورا رہ گیا۔ نازک نے ان کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

بے چارے گرتے گرتے بچے۔ نوال کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا کیا ہو گیا تھا۔ آخر۔۔۔ جو دونوں سراسیمگی کے عالم میں دوسری طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔

"اخفش۔۔۔! وہ ادھر ہی آرہا ہے۔" نازک کی دبی آواز پر نوال نے سامنے دیکھا۔ کچھ دیر پہلے ادھر سے جانے والا اخفش واپس آرہا تھا۔ ساتھ جو تین دوست تھے' مصروف انداز اور عجلت نمایاں تھی۔ ایک کھلی فائل سے ایک لڑکا کچھ پوائنٹ نوٹ کر رہا تھا۔ نوال نے اسے جاتے دیکھا۔ پھر سلو موشن میں گردن گھما کر تسلی کرتے اشتیاق احمد اور نازک۔۔۔ دونوں نے دل پر ہاتھ رکھ کے سکون کا سانس لیا تھا۔ نوال ہونق ہو گئی' یہ ہو کیا رہا تھا۔

"یہ پڑھنے آتا ہے یا گھومنے۔۔۔ کبھی ادھر کبھی ادھر۔۔۔" نازک متعجب تھی۔

"اس بات پر میں اسے بعد میں پوچھوں گا۔۔۔ پہلے اس کا پیچھا کرنا ضروری ہے۔" اشتیاق احمد نے عجلت سے کہا۔

"تو یعنی یہ اخفش کا پیچھا کیا جا رہا تھا۔" نوال پر انکشاف شدید صدمہ یا حیرت بن کر ٹوٹا۔

"نہیں۔۔۔" نوال دونوں بازو دائیں بائیں پھیلائے اچھل کر ان دونوں کے سامنے آگئی۔

"پہلے مجھے بتانا پڑے گا یہ ہو کیا رہا ہے۔ مجھ سے بڑا مددگار۔۔۔ تو پوری 115 کی ٹیم کو ملا کر بھی نہیں بن سکتا۔" وہ تولتی نگاہوں سے پوچھ نہیں رہی تھی۔ بتا رہی تھی۔ "کوئی شک۔۔۔؟"

"نو سر۔۔۔!" نازک کی ہاں سے پہلے اشتیاق احمد

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

نے سیلوٹ کر دیا۔ نوال بی جان سے مسکرائی۔

"ٹھیک ہے تو پھر شروع ہو جائیں... مگر ٹھہریں ایک منٹ میں اپنا سامان لے آؤں۔"

وہ فاتحانہ انداز سے گھومی اور وہاں دیکھا جہاں بیگ تھا کتابیں تھیں اور بریانی کی ٹرے... ہیں... اگلے ہی پل اس کا ہاتھ اپنے منہ پر جم گیا کتابیں اور بیگ... اور یہ شور سا...

کوئی پکار رہا تھا۔ "ارے کس کی منت پوری ہوئی ہے جو کووں کی دعوت رکھ دی۔" نوال کے ڈیلے ابل پڑے۔

"آپ کی وجہ سے۔" وہ غش کھانے کے انداز میں اشتیاق احمد اور نازک کی طرف آئی۔

"میں تمہارا خسارہ بھرنے کو تیار ہوں۔" وہ شرمندہ ہو گئے حالانکہ ان کا کیا قصور تھا۔

"میری ایک دوست بھی ہے۔" نوال کو یاد آیا۔

"مجھے خود بھوک لگنے لگی ہے۔" نقاہت زدہ آواز نازک کی تھی، "صبح سے یہ وقت آگیا تھا اتنی بھاگ دوڑ... اور نتیجہ کچھ بھی نہیں۔"

"چلو پھر کینٹین پر... پہلے پیٹ پوجا... پھر کام دوجا۔"

☼ ☼ ☼

"ہم نے سوچا' ہم اُنفش کا پیچھا کرتے ہیں۔ ہو نہ ہو' وہ لڑکی یونی ورسٹی ہی میں ہو گی جس کی وجہ سے..." نازک باقی کا جملہ مکمل نہ کر سکی' وجہ انکار کا صدمہ نہیں تھی۔ حلق میں بوٹی پھنس گئی تھی۔ نوال نے پانی کا گلاس اس کے سامنے پٹخا۔

"یہ پلان تو میرے ساتھ مل کر بنایا گیا تھا شاید..." وہ اشتیاق احمد کو دیکھ رہی تھی۔

"ہاں بنایا تو تھا مگر وہ کیا ہے ناں... جس کے دل پر بیتتی ہے۔ اس کی ایفرٹ (جدوجہد) زیادہ جینوئن ہوتی ہے۔"

"واہ...!" نوال اش اش کر اٹھی۔ "اور اس خفیہ مشن کے لیے یہ گیٹ اپ اپنایا گیا۔" اس نے باری باری انگلی سے اشارہ کیا۔

"ہاں... کیسا ہے؟" اشتیاق احمد کی مارے اشتیاق کے باچھیں چر گئیں۔

"ایک دم فضول..." نوال نے زور کا ہاتھ ٹیبل پر مارا۔ برتن جھنجھنا اٹھے۔

"اوں ہوں۔" اس کی دوست نے ہنکار بھری۔ وہ اتنی زیادہ بھوکی تھی کہ دونوں ہاتھوں میں چمچ پکڑ رکھے تھے۔ دوسری پلیٹ بھی ختم ہونے کو تھی۔

"جس نے نہیں متوجہ ہونا ہو وہ بھی مڑ مڑ کر دیکھے۔ بلکہ دکھائے۔ ایسے ڈیل کرتے ہیں خفیہ مشن۔" وہ غصے میں تھی۔ نازک کی نگاہیں نانا جان پر اٹھ گئیں۔ یہ سب ان ہی کا کیا دھرا تھا۔ کیپ اور منہ کو ڈھانپ لینے والے توے برابر گلاسز... کل شام کو ہی خرید کر لائے تھے۔

"دراصل..." اشتیاق احمد نے ٹیبل پر کہنیاں ٹکائیں۔ اور کرسی کے اگلے پیروں پر جھک آئے۔ "اس طرح کے گیٹ اپ سے موڈ بنتا ہے۔ انسان کے اندر کا جاسوس بیدار ہو جاتا ہے۔ دماغ صحیح سمت میں کام کرنے لگتا ہے۔"

"نظر آ رہا ہے... صحیح سمت۔" نوال نے طنز کیا۔

اشتیاق احمد نے سر ہلایا پھر نازک سے مخاطب ہوئے۔

"پلان چینج۔ کل ہم اسٹوڈنٹ کے روپ میں آ کر اس کی کلاس کی لاسٹ والی سیٹ پر بیٹھ جائیں گے۔ کتابیں نوال سے مانگ لیں گے۔"

"تھری ایڈیٹس کی شوٹنگ نہیں چل رہی۔ کہیں بھی بیٹھ جائیں گے۔ یہ کراچی یونی ورسٹی ہے رینجرز کو بھنک پڑ گئی ناں۔ زندگی بھر کہیں بھی بیٹھنے کے قابل نہیں چھوڑے گی۔" نوال نے صاف صاف بتانے ہی میں عافیت سمجھی۔

"تو پھر کیسے پتا چلے گا کون اس کے پیچھے پڑی ہے؟" نازک کی فکر مندی بڑھ گئی۔

نوال نے آنکھیں چندھی کیں اور گھورا۔

"یہ بتانا پسند فرمائیں گی کہ یہ کس نے طے کیا کہ کوئی اس کے پیچھے پڑی ہے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے وہ ہی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کسی کے پیچھے پڑا ہو۔" اس نے دانت پیس کر کہا تھا۔

"ہوں ہوں۔۔۔۔" پکی سہیلی کا منہ ۔۔ بھرا ہوا تھا۔ مگر تائید ضرور فرمائی۔

"وہ ایسے ہیں ہی نہیں۔۔۔۔" نازک کے یقین سے بھرپور شرمیلے جملے پر پکی سہیلی کی آنکھیں ابل پڑیں۔ نوال کو بھی حلق تر کرنا پڑا۔

"یہ محبت کے سارے درجے پاس کر چکی ہے۔ تب ہی تو یقین کی دولت سے مالا مال ہے۔" سہیلی کا منہ بھرا ہوا تھا۔ صرف نوال ہی سمجھی اس نے کیا کہا ہے۔ کھا جانے والی نگاہوں سے گھورا اور اشارہ کیا کہ صرف کھانے پر دھیان دے۔

نوال اس پر تبصرہ کرنا چاہتی تھی کہ اچانک جیسے زلزلہ آگیا۔ نازک اور اشتیاق احمد کا بس نہیں چلتا تھا۔ ٹیبل کے نیچے جا چھپیں۔ نوال کی نگاہیں ۔۔ بے ساختہ اٹھ گئیں۔ اوف۔۔۔ یہ کینٹین میں داخل ہوتا اخفش انعام تھا۔ ساتھ میں تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ کسی موضوع پر بحث ہو رہی تھی۔ کولڈ ڈرنک کا آرڈر دیتے ہوئے وہ دوسرے کونے میں براجمان ہوئے۔ ایک لڑکی مسلسل اخفش کے کان میں گھسی ہوئی تھی۔ شدید دکھی مگر مان سے بھرپور انداز تھا۔ اخفش ہمہ تن گوش تھا۔

اشتیاق احمد کی آنکھیں چمکیں۔۔۔ لڑکی تو پیاری تھی۔ اور اس پر اخفش کی بھرپور توجہ۔۔۔ وہ اسے پانی کا گلاس پیش کر رہا تھا۔ لڑکی کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اخفش نے رومال پیش کر دیا۔ نازک کے لیے یہ حد تھی۔

وہ پکڑے جانے کے خوف سے دبک کر بیٹھی تھی۔ مگر پھنسی آواز کا جوش۔۔۔ چیخ روکنے والی مثال تھی۔

"یہی۔۔۔ یہی ہے وہ کلموہی۔۔۔ جس نے۔۔۔ جس نے۔"

صدمے سے آواز گنگ ہو گئی۔ کوئی پل جاتا تھا جب وہ اٹھ کر دھاوا بول دیتی۔ رنگے ہاتھوں پکڑ لیتی۔ اشتیاق احمد کی رنگت بھی تمتمانے لگی تھی۔ وہ تو آنا تار کر۔۔۔ غور سے لڑکی دیکھنے لگے۔ اف سرخ رنگت پر سیاہ گھور آنکھیں۔ نوال نے ہاتھ جوڑ کر چشمہ لگا لینے کی درخواست کی۔ یونی ورسٹی میں کئی کمزور دل لڑکیاں بھی پڑھنے آتی تھیں۔ ابھی بھاؤ بھاؤ چلاتیں اور پھر امی امی پکارتی ایک دوسرے کو کچلتی بھاگ نکلتیں۔

اس کالی (اچھی بھلی سلونی لڑکی تھی) میں ایسا ہے ہی کیا۔۔۔ چشمہ لگا ہوا ہے۔ یعنی نظر کم ہے۔ مگر اس اخفش کی عقل بھی کم ہے۔ جو مجھ جیسی حسین منگیتر۔ منگیتر۔۔۔۔ نوال اسے چپ کروانا چاہتی تھی اٹک گئی) کو چھوڑ کر اس۔۔۔ ہوا سے ہلکی لڑکی، یہ تو میری ایک پھونک کی مار ہے۔"

غضب نے عقل خبط کر دی تھی۔ کچھ نہیں پتا تھا کیا کہہ رہی ہے۔ نوال نے ایک بار پھر روکنا چاہا۔ پکی سہیلی کا منہ ۔۔ بھرا تھا۔ اور وہ کبھی نازک کو دیکھتی تھی کبھی اس لڑکی کو۔۔۔ جو مسلسل اخفش انعام کے سر سے سر جوڑے بول رہی تھی۔

"ایسی سیاہ نمک کی کان میں ایسا کیا ہے۔ جو مجھ میں نہیں۔۔۔ ابھی چار لوگوں کو کھڑا کر کے ووٹنگ کرواؤں تو سب میرے حق میں ووٹ دیں گے۔ بلکہ میں ایسا کیوں نہ کروں نانو جان کو فون کر کے بلا لیتی ہوں وہی اس بے شرم لڑکی کا مزاج درست کریں گی۔ بلکہ اس کا نام یونی ورسٹی سے نکلوا دیتی ہوں، یہ پڑھنے آئی ہے یا دوسروں کے منگیتر کو پھانسنے۔"

نازک اپنا بیگ ٹٹولنے لگی۔ غصے کی حالت میں موبائل مل ہی نہیں رہا تھا۔

"اوہ! مل گیا۔" وہ تیزی سے نمبر ملانا چاہتی تھی۔ تب ہی ایک ہاتھ بڑھا اور موبائل جھپٹ لیا گیا۔ یہ پکی سہیلی تھی۔ جو غضب ناک نگاہوں سے نازک کو دیکھ رہی تھی۔ ساتھ ہی وہ دوسرے ہاتھ سے کھانے کے برتن آگے اور کرسی پیچھے گھماتے ہوئے کھڑی ہو گئی۔ نوال کو بھی کھڑا ہونا پڑا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔ اشتیاق احمد کو گڑبڑ کا احساس ہوا۔ جبکہ نازک صرف حیران تھی۔ اور زیادہ دھیان اس کونے پر تھا جہاں اخفش سرگوشیوں میں پینگیں بڑھا رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"اب اگر ایک بھی فالتو کا لفظ کہا ناں تو میں تمہارا..." پکی سہیلی کو نوال نظر آگئی۔" اگر نوال کا خیال نہ ہوتا ناں تو میں تمہارا...

"رہنے دو یار...! اسے کیا پتا۔" نوال کا لہجہ عاجزانہ ہو گیا۔

نازک کو موبائل چھیننا پسند نہیں آیا تھا اور اس جارحانہ رویے کی سمجھ بھی نہیں آئی۔

"تمہیں تو کچھ نہیں کہہ رہی میں تو اس لڑکی کی بات کر رہی ہوں جس نے" خبردار۔" سہیلی کی انگلی اٹھی "جو ایک لفظ اور بولیں۔"

"کیوں تمہارا کیا پرابلم ہے؟" نوال جیسی نڈر کانپنے لگی تھی نازک کی بے خوفی کے کیا کہنے...

"میرا پرابلم یہ ہے بے بی ایلفنٹ... کہ وہ بے شرم لڑکی میری بھابھی ہے۔"

"اوہ...!" اشتیاق احمد نے سر ٹیبل پر گرا دیا۔

"اور وہ جو الو کھڑکی سے باہر بینچ پر تنہا بیٹھا ہے۔ وہ میرا بھائی اور اس احمق کا پکا دوست ہے۔ اس کی شکایتیں لگا رہی ہے بے چاری... اور تم نے..." سہیلی نے تیزی سے نگاہیں گھمائیں گویا وہ کچھ تلاش کر رہی تھی جس سے نازک کا سر پھاڑ سکے۔

"نہیں...!" نوال چونکی "چھوڑو ناں یار! اسے کیا پتا تم یہ بریانی کھاؤ بریانی۔" پر وہ بھڑک چکی تھی۔

نوال نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ اپنی پوری بھری پلیٹ بھی اس کی پلیٹ میں انڈیل دی۔ دو سموسے نازک کے سامنے سے اٹھا لیے۔ سہیلی کی نگاہیں نازک کی کوک کی طرف اٹھیں۔ نوال نے وہ بھی پیش کر دی، تب کہیں جا کر خطرہ ٹلا۔ نازک سمٹ کر خوف زدہ نظروں سے سہیلی کو دیکھ رہی تھی۔

ہوا سے ہلکی لڑکی... اور اتنی خوراک...

جبکہ اشتیاق احمد کچھ اور سوچ رہے تھے۔ نوال کا ہاتھ تھام لیا۔

"تمہیں ہماری مدد کرنی ہوگی نوال...! ورنہ ہم تو یونہی بے موت مارے جائیں گے۔" وہ پکی سہیلی کو دیکھ رہے تھے۔

نازک کی منت بھری نظریں بھی یہی کہہ رہی تھیں۔

نوال ٹھنڈی سانس بھر کے رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

تین روزہ مشترکہ کوششوں کی ناکامی کا سوگ منانے کے لیے تعزیتی اجلاس بارہ بجے کے بعد چھت کی درمیانی دیوار پر منعقد ہوا۔ دونوں گھروں کو الگ کرتی چھت کی چھوٹی سی دیوار کے ایک جانب نازک اندام گرین ٹی کے مگ میں تین چچ چینی گھولتے ہوئے افسردہ بیٹھی تھی۔ اسے منتظر نگاہوں سے دیکھتے اشتیاق احمد (کہ چچ فارغ ہو تو وہ بھی چینی گھول سکیں) اپنی نااہلی پر جیسے اپنی نظروں میں آپ گر گئے تھے۔ دیوار کے دوسری طرف کرسی ڈالے۔ کہنی دیوار سے ٹکائے نوال ان کے غم میں برابر کی شریک نظر آتی تھی۔

اپنا آپ مجرم لگ رہا تھا۔ جب وہ دونوں اسے دیکھتے۔ "نوال! تم سے بھی نہ ہو سکا، تم جو ہر فن مولا تھیں۔"

"دراصل آپ کے پوتے نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں۔" اس نے پھیکی گرین ٹی کا گھونٹ صبر سے پیا۔ چچ ہل ہی نہ سکا۔ نازک چینی نہیں غم گھول رہی تھی۔ ایسی بدحالی تھی کپ خالی بھی ہو گیا وہ تب بھی دائرے بناتی رہی۔ اس سے زیادہ اب اس کے دکھ کو بتانے کے لیے کیا مثال دی جا سکتی تھی۔

"آخر پوتا کس کا ہے؟" اشتیاق احمد نے یہ کمپلیمنٹ فخریہ وصولا پھر فوراً "ہی احساس ہوا نہ تو یہ تعریف کی گئی تھی اور نہ ہی یہ سراہنے کا مقام تھا۔ یہ غم کی رات تھی۔ جسے صبح سے ضد تھی۔ وقت گزرتا ہی نہیں تھا۔

"اب کیا ہوگا نوال...؟" نازک نے کس وقت سے یہ تکلیف دہ سوال دہرایا تھا۔ جیسے اسے جواب سے کوئی امید نہ ہو۔

نوال نے ایک نظر اسے دیکھا۔ دوسری نظر دادا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

جان کو۔۔۔ اور بے ساختہ واری جانے کو دل چاہا۔ وہ آسمان کی سمت انگلی اٹھائے تارے گن رہے تھے۔ اس کی ملامت بھری نظروں پر شانے اچکا دیے۔

"اب تک صرف ایک سو تینتیس ہوئے۔ دراصل۔"

تاروں کا گوشمار میں آنا محال ہے
لیکن کسی کو نیند نہ آئے تو کیا کرے؟

"جاگ کر آپ نے کون سا تیر مار لیا نانا جان۔۔۔!"

نازک اتنی بھی بے خبر نہیں تھی۔

"مگر میرا ضمیر مطمئن ہے میں نے کوشش تو کی۔" وہ پرسکون تھے۔

نوال کا سہلا۔ "ہاں کوشش تو کی تھی۔۔۔ بلکہ بھرپور کوششیں کہنا زیادہ مناسب تھا۔" اس نے اپنی تصحیح کی۔ تب ہی اس کا ضمیر کروٹیں بدلنے لگا۔ بھرپور کوشش کے بجائے بھونڈی کوشش کہنا زیادہ مناسب لفظ ہے نوال ضمیر خان۔۔۔ تین دن کی اس تگ و دو میں چاہتے نہ چاہتے ہوئے بھی اسے ساتھ لگنا پڑا تھا۔ لگتا تھا، کسی کامیڈی سٹ کام کی شوٹنگ چل رہی ہے۔

یونی ورسٹی کی وہ کون سی لڑکی ہوگی۔ جس پر نازک نے شک نہ کیا ہو یا اس کا پیچھا نہ کیا ہو۔

محدب عدسہ سے اس کی 175 بائیک کے ڈول پرزوں کو بھی بار بار جانچا گیا۔

"وہ لڑکی ہوگی چقندر نہیں کہ رنگ چھوڑ جائے گی۔ اور اب تو مشکوک بال ڈھونڈنا بھی بے وقوفی ہے۔ ساری قوم کے بال جھڑ رہے ہیں، جگہ جگہ اڑتے پھرتے ہیں۔ کہیں بھی پڑ جائیں۔ اور یہ بتائیں آپ اپنے پوتے کو اتنا کریکٹر لیس سمجھتے ہیں کہ وہ شرٹ پر بالوں کی حد تک پہنچ جائے گا۔"

"افسوس کا مقام ہے۔" وہ سخت تاسف سے کہہ رہی تھی۔ اور وہ شرمندہ بھی ہوگئے۔ ہاں انہیں یہاں تک نہیں بڑھنا چاہیے تھا۔

"تم نے میری آنکھیں کھول دیں نوال۔۔۔" انہوں نے چشمہ اتار کے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رگڑے۔

"نہیں۔۔۔" نازک نے سخت تاثرات سے تردید کی "جو اپنی زبان سے پھر سکتا ہے وہ پھر کچھ بھی کر سکتا ہے۔"

"اخفش ایسا نہیں ہے۔ میں اسے اچھی طرح جانتی ہوں نازک۔" نوال کے لہجے کی قطعیت۔ نازک کے لب بھینچ گئے۔ اشتیاق احمد نے چونک کر نوال کو دیکھا۔

ہاں وہ کہہ سکتی تھی، وہ جتنی باریک بین تھی۔ جتنی صاف گو تھی، جتنی دلیل سے ہر بات کرتی تھی، اس نے کہہ دیا تو کہہ دیا۔ وہ درست ہے۔ اور نوال ضمیر سے بڑھ کر اخفش کے کردار کی گواہی کسی کے پاس نہیں ہو سکتی تھی۔

پچھلے برس جب وہ دونوں سیلاب زدگان کی مدد کے لیے امدادی کیمپ میں تھے اور پھر جب نوال پانی میں بہہ گئی۔ اور جب وہ بے حس و حرکت نیم جان سی ٹیلے پر پڑی تھی کہ پلکیں جھپکنے کی سکت نہ رکھتی تھی۔

تب اخفش جو اسے ساری رات ڈھونڈتا رہا۔ کبھی پانی کے اندر۔۔۔ کبھی باہر۔۔۔ اس نے قسم کھالی تھی' وہ نوال کو لیے بغیر نہیں جائے گا۔ اور پھر اس نے اسے ڈھونڈ بھی لیا۔ اتنے بڑے ٹیلے پر نوال اس کے رحم و کرم پر تھی۔ اس نے اسے اٹھا کر آرام دہ جگہ پر لٹایا بھی تھا۔ اس کا سر اٹھا کر اسے گھونٹ گھونٹ پانی پلاتا رہا۔ اس نے اس کے بالوں سے بھوسے کے تنکے بھی چنے تھے' وہ اس کی بے بسی پر اتنا دل گرفتہ تھا کہ رو پڑا تھا۔

اس کے کردار میں کجی ہوتی تو یا اس کا دل سیاہ ہوتا تو کون تھا جو اس کو روک سکتا تھا۔ کچھ بھی کرنے سے' سوچنے سے۔

نوال نے اس کی آنکھوں میں ایک پل کے لیے بھی میل نہیں دیکھا تھا۔

"تو پھر کیسے پتا لگے گا کہ وہ منحوس کون ہے۔" نازک صدیوں سے جیسے اسی ایک سوال کو لیے کھڑی تھی۔

"پیچھا بھی کر کے دیکھ لیا۔ کوئی نہیں ملا۔ موبائل

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بھی چیک کیا۔ نانو نے تو اس کے سارے نمبرز پہ کال کر کے بھی دیکھ لیا۔"

(نوال کی آنکھیں پھیلیں۔ ہکا بکا اشتیاق احمد بھی تھے۔ واہ لیلیٰ بیگم تمہاری تیزیاں اشکیے بھئی اشکیے)

"آپ مان لیں نانا جان۔ یا تو آپ کا پوتا بہت ہوشیار ہے کہ ثبوت نہیں چھوڑتا یا پھر نانو جان درست کہتی ہیں کوئی لڑکی وڑکی نہیں ہے۔ ایسے ہی ہم سے جان چھڑانے کے لیے جھوٹ بول رہا ہے۔ وہ روہانسی ہوگئی۔ نوال نے سر جھکا کر مسکراہٹ چھپائی۔ نانی، نواسی کو خود بھی معلوم تھا۔ وہ جان کا آزار بنی ہوئی ہیں۔

"کیا آپ نے بھی ناکامی کا اعلان کر دیا نانا جان....؟" نوال سے مایوس ہو کر اس نے اشتیاق احمد کا ہاتھ تھاما اور پھر بازو پر سر رکھ کے ہچکی بھری۔

"تم صحیح سے بیٹھو.... ہم بات کر تو رہے ہیں۔ بات چیت سے ہی مسئلے حل ہوتے ہیں۔"

"نہیں ہوتے...." نازک نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔ "بات چیت سے مسئلہ حل ہوتا تو آج کشمیر آزاد ہوتا۔"

"واہ!" نوال اش اش کر اٹھی۔

"تو پھر کیا کریں؟" اشتیاق احمد نے اپنا دماغ خالی ہو جانے کا اشارہ دیا۔

"اب بولنے کا نہیں عمل کرنے کا وقت ہے۔" نازک کو اپنی پڑی تھی۔

"عمل کون سا عمل.... بھئی، میں کوئی جادو ٹونا نہیں جانتا۔" سختی سے انکار کیا۔ پتا چلے قبر میں لیٹنا پڑے۔ نری شامت....

"عمل سے مراد...." نازک کو غصہ آنے لگا۔ "آپ دادا ہیں اس کے.... پکڑ لیں ہاتھ میں ڈنڈا.... اور جب تک نتیجہ حاصل نہ ہو، دس مار کے ایک گنیں۔"

"ایسے تو اسے چوٹ لگے گی۔"

"تب ہی تو منہ کھلے گا۔" نازک نے ترکی بہ ترکی کہا۔ اشتیاق احمد قائل ہو گئے۔

"یہ تم نے بالکل صحیح کہا۔"

"صاف کہہ دے گا۔ تمہیں شرم نہیں آتی ایک لڑکی کو آس دلا کر، خواب دکھا کر مکرتے ہوئے۔"

"اچھا....!" اشتیاق احمد شدید اشتیاق سے کرسی پر آگے ہوئے۔ "خواب دکھائے تھے اس نے بھلا کون سے....؟"

"اُفوہ! محاورہ بولا ہے۔" نازک تنکی۔

"اُفوہ.... ایک تو تم محاورے بہت بولتی ہو۔" وہ نروٹھے پن سے گردن موڑ گئے۔

"اور یہ کہ وہ کیوں میرا دل توڑ رہا ہے میں اپنی کزنز اور دوستوں کو کیا منہ دکھاؤں گی۔ میں نے تو خود سے اتنی باتیں گھڑ رکھی تھیں کہ وہ ایسا ہے ویسا ہے۔ اتنا لونگ ہے، کیئرنگ ہے۔ میرے سنائے قصے اپنے منگیتروں کو سنا سنا کر، دو ایک کی تو منگنی ٹوٹنے کے دہانے پر آگئیں کہ تم نازک اندام کے منگیتر جیسے کیوں نہیں ہو اور اب....."

"تم جھوٹ بولتی رہیں نازک؟" نوال بے یقین تھی۔

"محبت میں یہ سب چلتا ہے۔" اس نے بے پروائی سے کہا۔ "تمہیں نہیں معلوم تو چپ رہو۔"

"اور اب.... ہاں کیسے کہہ دوں کہ مجھے چھوڑ دیا ہے اس نے۔"

"بس خاموش.... اب مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سمجھ چکا ہوں مجھے کیا کرنا ہے۔ کمرہ بند کر کے جب مار لگاؤں گا ناں.... اس کے باپ کا باپ ہوں، دیکھتا ہوں کیسے زبان بند رکھے گا۔"

"بالکل ٹھیک۔" نازک خوشی سے چلائی۔ "یہی علاج ہے اس کا...." نوال کے دیوتا کوچ کر گئے۔ دادا جان سے کیا بعید....

✡ ✡ ✡

زینت بیگم، صوفیہ بیگم اور نوین سر جوڑے بیٹھی تھیں۔ انداز سے فکر مندی اور بے بسی عیاں تھی۔ نوال دبے قدموں آئی اور اپنا سر بھی گھسا دیا۔ تینوں بری طرح چونکیں پھر اسے دیکھا تو سکھ کا سانس بھر کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"بڑی امپریس کرتی سچویشن ہے امی......" نوین زینت بیگم سے مخاطب تھی۔ "رات ہی اخفش اخطب سے کہہ رہا تھا۔ اس کا تو گھر میں رہنا امتحان بن گیا ہے۔ آتے جاتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے تک لیلیٰ آنٹی ایسی جتاتی نگاہوں سے دیکھتی ہیں کہ قدم الٹے پڑ جاتے ہیں۔ کمرے سے نکلنے سے پہلے سو مرتبہ سوچتا ہوں بلکہ اب تو جھری سے تسلی کرتا ہوں کہ کہیں وہ باہر موجود تو نہیں۔ دو مرتبہ تو اپنے ہی کمرے کی کھڑکی پھاند کر نکلا کہ سامنا کیسے کروں۔"

"پتا نہیں، لیلیٰ بیگم کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔ ورنہ ایسے صاف انکار کے بعد ان کو ایک پل بھی رکنا نہیں چاہیے تھا کجا کہ وہ ڈیرے ڈال کر بیٹھ گئی ہیں۔"

"وہ تو جا رہی تھیں ہمیں نے ہی......" صوفیہ دادی نے صفائی دینا چاہی۔

"ہاں ہاں، پتا ہے آپ ہی نے......" زینت بیگم نے بے زاری سے ان کی بات کاٹی۔

"اتنی عجیب سی ناراض شکوہ کناں روٹھی روٹھی سی بیٹھی ہوئی ہیں۔ کہ میں خود ان کے قریب سے گزرنے سے کترا جاتی ہوں۔ چائے ناشتے کا بھی ڈر ڈر کر پوچھتی ہوں۔ میرے ہاتھ کا بنا کھانا کھاتی ہیں۔ میں نے غلطی سے پوچھ لیا۔ گرم لاؤں تو ایسی سرد نگاہوں سے دیکھا کہ میرے تو اپنے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو گئے۔"

نوین کی شکایتوں کی فہرست طویل تھی۔

"وہ اس امید میں تو نہیں کہ ایسے خفا ہو کر سب کو پریشرائز کریں گی۔ یا اخفش ہی مان جائے گا۔" نوال نے اپنی اتنے دنوں کی سوچ سب کے سامنے رکھی۔ صوفیہ بیگم تو بری طرح چونکیں۔ زینت بیگم کا سر نفی میں ہلنے لگا۔

"ایسے زبردستی کے رشتے نہیں بنائے جا سکتے۔ اچھے نتائج نہیں نکلتے۔ لیلیٰ بیگم بے وقوف ہرگز نہیں ہیں۔ ایک دنیا دیکھی ہے عمر گزاری ہے۔"

"تو پھر چلی کیوں نہیں جاتیں۔ میرا مطلب ہے اس بات کو تسلیم کریں کہ یہی رضائے الٰہی ہے۔"

نوین نے سیدھی بات کی۔

"کرنا تو یہی چاہیے۔" صوفیہ بیگم کا سر بھی اثبات میں ہلنے لگا۔ "مگر یہ بات اسے کون سمجھائے گا۔" اگلے ہی پل وہ پھر گھبرا گئیں۔

"صاف کہیں دادو۔ بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے۔" نوال مسکرائی۔

"تم کوئی حل نکالو ناں بچے......!" صوفیہ دادی نے اسی سے امید باندھی۔

"میں......" اس نے بے یقینی سے پوچھا۔ "نہیں بابا...... مجھے تو معاف ہی رکھیں۔" صوفیہ بیگم کا چہرہ اتر گیا۔

"ابھی کہاں ہیں دونوں نانی نواسی......" زینت بیگم کو خیال آیا۔

"کہیں گئی ہیں بہت تیار ہو کر...... اخطب کو کال کر کے کہا۔ گاڑی بھیجو' انہیں ضرورت ہے۔ اخطب بولے بھی کہ انہیں خود ضرورت ہے تو فرمایا۔ کیب کر لیں اور اتنا غصیلا' بارعب انداز تھا کہ اخطب بولے 'نہیں میں پیدل ہی چلا جاؤں گا۔'"

"واہ......!" نوال نے داد دی۔ "عورت کو ایسا ہی بے خوف اور با اعتماد ہونا چاہیے۔ دو ٹوک واضح۔"

✡ ✡ ✡

نہائی دھوئی تیار شیار نازک کا موڈ درست نہیں تھا۔

"دیکھیں میری اسکن کتنی رف ہو گئی ہے۔ بلکہ یہ دیکھیں ماتھے پر۔" وہ باربی اسٹائل کا دستے والا گلابی آئینہ پکڑے اپنے چہرے کو سخت بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔

"اوہ واقعی...... مگر کیسے؟" لیلیٰ بیگم کو بھی صدمہ پہنچا' تشویش سے نزدیک ہو کر دیکھا۔

"کیسے ہوئی تھیں۔ وہی جو اتنے دن سے پیچھا کر رہی تھی۔ یونی ورسٹی کا چپہ چپہ دیکھ ڈالا' ایک جگہ نہ ٹکنے کی تو بددعا دی ہے جیسے اس اخفش کو کسی نے۔" وہ سخت بدمزہ ہوئی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"تو تمہیں احتیاط کرنی تھی ناں چندا۔۔۔ سن بلاک لگاتیں اور کیپ لیتیں میں ذرا سی توجہ ہٹاؤں تو تم بالکل خود کو بھلا بیٹھتی ہو۔" انہوں نے آگے بڑھ کر ماتھے پر گرے بال سنوارے۔ "کیا بنے گا تمہارا؟" وہ فکر مند بھی تھیں۔

"یہی تو میں پوچھنا چاہ رہی ہوں۔" اس نے بے زاری سے آئینہ رکھ دیا۔

"کیا بنے گا میرا۔۔۔ وہ تو نہیں کرنے والا مجھ سے شادی۔"

"کیوں۔۔۔" لیلیٰ بیگم چلا اٹھیں۔ "کیوں نہیں کرے گا اس کا تو باپ بھی کرے گا۔"

"کیا۔۔۔ اس کا باپ۔۔۔ یو مین انعام انکل۔۔۔ مائی گاڈ۔ نو نانو نو۔ آپ ایسا کہہ بھی کیسے سکتی ہیں 'میرا مطلب ہے سوچ بھی۔۔۔"

"اوہو۔۔۔ بھئی مثال دے رہی تھی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اتنی آسانی سے ہار ماننے والی میری فطرت ہی نہیں۔ میں نے پچھلے سال یہی طے کرلیا تھا کہ اس بقرعید پر تمہاری شادی کردوں گی تو کردوں گی بس۔"

لیلیٰ بیگم نے نواسی کے سر پر حیرت کا پہاڑ توڑتے ہوئے جج کے سے انداز میں ٹیبل پر ہاتھ مارا۔

"بس ایک بار پتا لگ جائے وہ ہے کہاں کی مہارانی، جس نے تمہارے حق پر ڈاکا ڈالا۔" ان کی سوئی یہیں آکر اٹکتی تھی۔

"جانے دیں نانو جان۔۔۔! نازک کے لہجے میں زمانے بھر کی اکتاہٹ سمٹ آئی۔ "اس سے کیا حاصل اصل بات تو یہ ہے کہ مجھ سے نہیں کرنا چاہتا۔ ہمیں اس حقیقت کو قبول کرلینا چاہیے۔"

"ایسے کیسے کہہ دیا کہ قبول کرلینا چاہیے۔" لیلیٰ بیگم کو پتنگے لگے۔

"میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا تھا۔ وہ بہت لونگ ہے' کیئرنگ ہے۔ بھول گئیں' پچھلے برس جب تم اس کے ساتھ ریلیف کیمپ میں گئیں وہ کس قدر تمہارا خیال رکھتا تھا۔ تم نے خود بتایا تھا ناں۔ اتنے کاموں کے بیچ بھی اسے تمہاری فکر رہتی تھی۔ تمہارے کھانے پینے کی۔ آرام و صحت کی۔۔۔ ان سب باتوں سے کیا ظاہر ہوتا تھا کہ اسے تمہاری۔۔۔"

"نانو۔۔۔!" نازک نے ٹوک دیا۔ "آپ یہ کیوں بھول رہی ہیں۔ وہ سب تھا۔۔۔ جبکہ اب سارا رونا ہے کا ہے وہ چاہتا تھا۔ وہ اب نہیں چاہتا ہے۔"

اس نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا اور لیلیٰ بیگم کے الفاظ گم ہو گئے۔ وہ اس کی صورت دیکھے گئیں۔

گلابی لباس میں اس کا گلابی چہرہ تمتمانے لگا تھا۔ کچھ دھواں دھواں سا۔۔۔

"میں تمہارا برا تو نہیں چاہتی چندا۔۔۔ مجھے ایک کوشش تو کرلینے دو۔ دیکھو۔ وہ اکلوتا ہے۔ اس کا باپ اپنی دوسری بیوی بچوں کے ساتھ وہیں امریکہ میں سیٹل ہے۔ دادا۔۔۔ دادی آج مرے کل دوسرا دن اکیلا لڑکا۔ سمجھو نوین اور اخطب کی اپنی لائف ہے۔ تمہارے باپ کی دوسری شادی کے بعد میں تمہیں سوتیلی ماں کے سہارے نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ اور اب تو سنا ہے تمہارا کوئی سوتیلا بہن بھائی بھی آنے والا ہے۔ اخطب ہمارے ساتھ رہے گا۔ میرا سب کچھ بھی تو تمہارا ہے۔ وہ لالچی بھی نہیں ہے۔ اس کے خود کے نام اتنا کچھ ہے بوڑھی نانی اور دولت مند نواسی کے نام پر۔ بہت لوگ آئیں گے۔ مگر کیا گارنٹی ہے کہ وہ پرخلوص ہوں گے۔"

"ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے۔" نازک کی آواز دھیمی ہو گئی تھی۔

"خدا کہیں کھویا ہوا تھوڑی ہے جو ڈھونڈنا پڑے گا' وہ تو شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔" لیلیٰ بیگم کے چہرے پر زخمی مسکراہٹ آگئی۔ "مسئلہ تو ان انسانوں کو ڈھونڈنے میں ہوتا ہے۔ جو خدا کے احکامات اور بتائے ہوئے راستوں پر ایمان داری سے چلنے والے ہوں۔ مجھے وہ بہت پسند ہے نازک۔۔۔!" ان کے گمبھیر لہجے کی بڑی گہری بات کے بعد اندازو آواز میں آجانے والی بے بسی نازک کا دل توڑنے لگی۔

"پسند تو چاند بھی سب کو ہوتا ہے مگر کبھی کسی کے ہاتھ آیا؟" لیلیٰ بیگم اسے کسی نادان بچی کی طرح ٹریٹ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کرتی تھیں۔ مگر وہ بچی تھی تو نہیں ہے۔ اتنی گہری سامنے کی بات' لیلیٰ بیگم خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"اور بس چلیں اب گھر چلتے ہیں۔ بہت دن رہ لیا ادھر۔" اس نے لیلیٰ بیگم کے گرد پھیلائے بازو سمیٹے۔

"تمہیں دکھ نہیں ہوا نازک۔ غصہ نہیں آیا کہ ان سب نے کیسے ہاتھ جھاڑے۔" لیلیٰ بیگم کا سوالیہ لہجہ آتشیں ہو گیا۔

"ہوا تھا۔ دکھ' حیرت' صدمہ... مگر نانو جان... چوٹ جتنی بھی زوردار ہو... کم ہو ہی جاتی ہے۔ نشان بھی نہیں رہتا" اس کا جملہ زیادہ مضبوط تھا یا لہجہ... تمیز مشکل تھی۔ تحیر میں مبتلا لیلیٰ بیگم کا رنگ بدلنے لگا پھر ایک سختی نقوش پر آ کے ٹھہر گئی۔

"تم کچھ بھی کہو۔ اتنی آسانی سے ہار ماننے والی تو میں ہوں نہیں' جب ایک بار کوئی ارادہ کرلوں تو پھر تو میں اپنے آپ کی بھی نہیں سنتی۔ شادی تو تمہاری میں کر کے ہی جاؤں گی۔ دیکھ لینا۔"

"جی...!" نازک گویا سرپیٹ لینے والی ہو گئی۔ نانو جان ضدی ہیں مگر یہ کیسی ضد... اخفش انعام جیتا جاگتا انسان تھا۔ نانو کو یہ بات سمجھنی چاہیے تھی۔

✲ ✲ ✲

"آپ نے وہ سب باتیں نوال سے کہہ دیں کہ آپ کیوں اخفش کو داماد بنانا چاہتی ہیں۔" نازک کی آواز بے یقینی سے پھٹ رہی تھی۔

"ہاں... تو اس میں کیا حرج تھا۔"

"یہ کہ اسے گھر داماد بنانا چاہتی ہیں۔"

"ہاں..."

"اور یہ کہ وہ اکیلا بھی ہے۔ آگا پیچھا کوئی نہیں۔" وہ سب کچھ جو متعدد بار اس کے سامنے دہرایا تھا وہی اخفش سے شادی کے فوائد... تفصیل سے تحریر کریں۔ نیز مثالوں سے ثابت کریں۔

مگر کیا وہی سب... بہت اندر کی' دل کی باتیں اب نوال کو بھی بتا دی تھیں۔ اف خدا... عرق ندامت ہر

بن موسم سے پھوٹ نکلا۔

"ہر بات ہر ایک سے کہنے کی تو نہیں ہوتی نانو۔" وہ نڈھال سے لہجے میں بولی نوال کا سر جھک گیا۔

"نہیں... " لیلیٰ بیگم ہنوز اڑی ہوئی تھیں۔ "اسے بھی تو پتا چلے۔ اس انکار سے میں کس مشکل میں پڑ گئی ہوں۔"

"لیکن اس سب میں اس کا کیا قصور... یہ کیوں سنے؟" نازک نے خود کو چیخنے سے باز رکھا تھا۔ نوال کا سر بے ساختہ اٹھا انکار میں ہلا پھر ہاں میں...

"جب میں نے آپ کو واضح طور پر کہہ دیا تھا کہ مجھے اب کوئی دلچسپی نہیں۔"

"نازک ٹھیک کہہ رہی ہے۔ آپ نوال کو یہ سب کیوں سنا رہی ہیں لیلیٰ دادو۔" نازک کا جملہ کاٹنے والی یہ آواز اخفش انعام کی تھی۔

نوال نے سختی سے مٹھیاں بند کیں... کبوتر ہونے کی خواہش زور پکڑنے لگی۔

"ٹھیک کہا۔ سنانا تو تمہیں چاہیے تھا۔ مگر تم تو ہاتھ ہی نہیں آتے۔" لیلیٰ بیگم کا گلہ درست تھا۔

"پلیز نانو جان...!" نازک نے ان کا بازو پکڑا۔ گرفت میں تنبیہہ پوشیدہ تھی۔

"نانو کچھ نہیں کہہ رہی ہیں... تم جاؤ اخفش..." نازک کا لہجہ صاف تھا۔

"مجھے بولنے دو نازک...!" انہوں نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑایا۔ نوال کھڑی رہ گئی۔ اس نے وحشت زدہ ہو کر اخفش کو دیکھا جو پرسکون نظر آتا تھا۔

"میں سچ مچ معافی کا خواستگار ہوں لیلیٰ دادو... لیکن یقین کیجیے میں نے بہت سوچ سمجھ کر... میں آپ کی بات ماننے کو تیار ہو بھی جاؤں تو کیا ہم خوش رہ سکیں گے؟ اور خدا کی قسم اگر میں نے کوئی وعدہ کیا ہوتا تو میں اپنی جان سے گزر کر وعدہ پورا کرنے والا شخص ہوں۔ پوری زندگی گزار لیتا۔ مگر کبھی کسی پر ظاہر نہ ہوتا کہ یہ زبردستی کا بندھن ہے مگر خدا گواہ ہے یہ تو آپ اور دادو کا ایک مبہم خیال تھا۔ یہ بات نکلی ضرور تھی مگر آگے بڑھ نہ پائی تھی میں نے سب کچھ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ان پر ڈال دیا تھا۔ مگر پھر میں نے ہی انہیں منع کر دیا تھا کہ اس بات کو آگے کو مت بڑھائیے۔ میں کسی اور کو۔۔۔"

"اچھا۔۔۔ تو پھر کون وہ۔۔۔ ہے۔ تو سامنے لاؤ۔" لیلیٰ بیگم نے ہٹ دھرمی سے اکسایا۔ اخفش کی نگاہیں اٹھیں اور پھر جھک گئیں۔ الفاظ بھی گم ہو گئے تھے۔

اخفش کے پاس بہت ٹکڑا توڑ، دل توڑ جواب تھے۔ مگر اس نے ہونٹ کا کونا کاٹا اور پیچھے ہو گیا۔ ان کے جانے کے لیے راستہ چھوڑا۔ نازک انہیں لے کر جانا چاہتی تھی۔

نوال کو اپنی موجودگی بوجھ لگنے لگی۔

صورت حال یہاں تک پہنچ جائے گی۔ اندازہ نہیں تھا۔ زبان بھی بوجھل ہو گئی تھی۔ کندھوں کی طرح۔

"چلیے نانو جان۔۔۔ سوری اخفش!" نازک انہیں دھکیلنے لگی۔ اس کے چہرے کے تاثرات نارمل تھے۔ ابھی تو بس نانو کو لے جانا مقصود تھا وہ جو بے وقوف سی چڑیا۔ جانو اور چندا تھی۔ یا یوں تھا کہ لیلیٰ بیگم نے اپنے پروں میں کچھ اس طرح سے سمیٹ رکھا تھا کہ واضح نہیں ہو پائی۔ کیا تھی اصل میں۔۔۔ کیسی تھی۔

لیلیٰ بیگم کو وہ دنیا سے بے بہرہ لگتی تھی۔ پر وہ تھی نہیں۔۔۔

نوال میں ملنے کا یارا ابھی نہ تھا۔

چند دن پہلے کی جاسوس نازک۔۔۔ اور آج کی نازک ۔۔۔ نوال حیران تھی وہ سچ تھا یا پھر یہ۔۔۔

نوال کی نگاہ اٹھی۔ اخفش اسی کو دیکھ رہا تھا۔ پھر تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

☼ ☼ ☼

پتا نہیں نانی نواسی کی آپس میں کیا بات چیت ہوئی تھی مگر یہ خوش آئند تبدیلی سب نے نوٹ کی کہ لیلیٰ بیگم کا موڈ بہتر ہو گیا تھا۔

شروع کے چند دن تو وہ سب کو گھورتی پائی گئیں۔ ناشتے پر آنے سے منع کر دیا۔ لنچ پر ہوٹل آڈر کر دیا اور ڈنر ٹائم پر باہر چلی گئیں۔ کسی سے بات بھی نہیں کر رہی تھیں۔ مخاطب کرنے پر ایسی نگاہوں سے دیکھتیں کہ دل لرز جاتا۔

اب دونوں گھر میں بھی کم نظر آتیں۔ نجانے کہاں جایا کرتی تھیں۔ عام طور پر اکیلے جاتیں کبھی کبھار نازک بھی ساتھ ہوتی۔

"کہاں جاتی ہو۔" کے سوال پر انہوں نے بس اک نگاہ غلط انداز صوفیہ بیگم پر ڈالی تھی اور جسے چراغوں میں روشنی نہ رہی کے مصداق۔۔۔ صوفیہ دادی پلکیں جھپک کر رہ گئیں۔ ہاں انہوں نے تو ان کا دل دکھایا تھا اور اب وہ کسی بھی سوال کا حق نہیں رکھتی تھیں۔

صوفیہ دادی اپنے ہی گھر میں چوروں کی طرح رہتیں۔

البتہ نازک کا موڈ خوش گوار تھا۔ وہ نوین کے بچوں کو اٹھائے لاڈ کرتی۔ اپنے پیارے ہاتھوں کے ناخنوں پر نیل آرٹ کے نمونے بناتی اور شاور رہتی۔ کانوں میں ہینڈز فری ٹھونس کر جھومتی ہوئی بھی پائی جاتی اس کے پاس نت نئے ڈیزائنوں کے بیش بہا لباس تھے۔ جنہیں روز بدلتی۔ فیشن کے معاملے میں وہ اس قبیل سے تعلق رکھتی تھی کہ ایک چیز ان ہے تو اسے اپنانا ہے۔ اچھی لگے نہ لگے۔

☼ ☼ ☼

فون وہ سنتی نہیں تھی اور بات اب اتنی آگے بڑھ گئی تھی کہ میسجز پر نمٹائی نہیں جا سکتی تھی۔ بالمشافہ ملاقات ضروری تھی، مگر کہاں اور کیسے۔۔۔ وہ بھی ایسے کہ وہ اسے منا کر ہی چھوڑے، غصے سے، مان سے یا پھر منت سے۔۔۔ آخر ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ سو وہ اس کی ٹوہ میں لگ گیا اور پھر وہ اس کے ہاتھ آ ہی گئی۔

"ہٹ جاؤ سامنے سے، مجھے جانا ہے۔" وہ اس کی راہ مسدود کیے کھڑا تھا۔

"آج ایسے نہیں جانے دوں گا۔ تمہیں فیصلہ سنانا ہی پڑے گا۔" اس نے ٹانگ دیوار سے لگا دی پھر ہاتھ بھی۔۔۔ اب وہ بے خوفی سے اسے تک رہا تھا۔

"میں شور مچا دوں گی۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"بہت شوق سے۔۔۔ اچھا ہے جان چھوٹے گی سب نے کان کھا مارے ہیں۔ کون ہے؟ کہاں ہے؟ بلکہ ہے ہی نہیں۔۔۔ یہ تو تم نیکی کرو گی۔" وہ پورا ہوم ورک کیے بیٹھا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر۔" اس نے بھی لمحوں میں فیصلہ کر کے سر ہلایا۔ "میں انکار کرتی ہوں۔" اس نے اپنے تئیں اس پر پہاڑ توڑا۔

"وجہ بتا دو۔"

"میں ضروری نہیں سمجھتی۔" وہ بے مروت ہو گئی۔ رخ بدل لیا۔ درحقیقت یہ خود کو مضبوط اور بے پروا ظاہر کرنے کی کوشش تھی۔

اسے خود پر غصہ آنے لگا وہ کمزور کیوں پڑ رہی تھی۔ اس نے سر جھٹک کر جیسے اپنے اصل روپ میں آنے کی سعی کی مگر اس میں اب مشکل ہو رہی تھی۔ شاید وجہ اخفش انعام کی آنکھیں رہی ہوں جیسے وہ دیکھ رہا تھا۔

سینے پر ہاتھ لپیٹے اونچا لمبا چوڑا۔۔۔ وہ اس کے پیچھے دیکھ نہیں پا رہی تھی۔

"ایک سال کا انتظار۔۔۔ اور بدلے میں انکار۔ تم سے اس بے ایمانی کی امید نہیں تھی۔"

"یہ طے نہیں ہوا تھا کہ اگر میں انکار کروں گی تو تم یوں کرو گے۔" وہ اس کی جارحیت یاد دلانا چاہتی تھی۔ ایک لحاظ سے شرم دلانا۔

"اچھا۔۔۔ انکار کی وجہ بتا دو۔ ورنہ میں ٹلنے والا نہیں۔" اس نے نرم لہجے میں دھمکایا۔

"میں برا آدمی ہوں؟" اس نے بے ساختہ نگاہیں اٹھائیں پھر جھکا لیں۔ سچ آنکھوں سے چھلک جو جاتا نہیں نہیں۔ جو چیخ چیخ کر کہتیں۔

"تمہیں اچھا نہیں لگتا؟" سن کر پلکیں جھکی ہوئی تھیں۔ آنکھیں ہر بات سے منکر ہونے پر تلی ہوئی تھیں۔

"کسی اور کو پسند کرتی ہو؟" اس بار پلکوں پر اس کا اختیار نہ رہا۔ وہ بے ساختہ اٹھیں۔ انکار و ناراضی ہویدا تھی۔ وہ ایک قدم آگے آگیا۔

"میں پیچھے ہٹنے کو تیار ہوں حالانکہ یہ جان جوکھم کا کام ہو گا مگر پھر پتا ہے کیا باقی کی ساری زندگی اس سوال کا جواب ڈھونڈنے میں گزار دوں گا۔ تم نے منع کیوں کیا؟"

وہ لجاجت سے کہہ رہا تھا۔

"پچاس سال بعد بھی ملو گی تو بھی مجھے ایسا ہی پاؤ گی۔ آں ہاں۔ جوگ نہیں لوں گا۔ کھوجی بن چکا ہوں گا۔ اسباب و وجوہات کو کھوجتا۔۔۔ خبطی بڈھا۔۔۔ بچے پتھر بھی مارا کریں گے اور ہو سکتا ہے ان میں تمہارے پوتے نواسے بھی شامل ہوں۔"

وہ بری طرح چونکی۔ وہ مذاق کر رہا تھا؟ اتنا سنجیدہ مذاق درد سے آنکھوں میں جھانک کر۔ جیسے اب خود پر ترس بھی نہ آتا ہو۔

"اللہ نہ کرے جو۔۔۔" وہ نرم دل تو تھی نا۔ اس بدحالی کے تصور ہی سے دل دکھ گیا۔

"قسم سے۔۔۔" وہ مسکرا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر در آنے والی تشکیک دیکھ کر اور وہ اسی مسکراہٹ سے تپ گئی۔ ہاتھ کے اشارے سے راستہ چھوڑ دینے کا کہا۔ منہ پھول گیا تھا۔

اس کی مسکراہٹ سمٹنے کے بجائے پھیل گئی۔ یوں مؤدب ہو کر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے دو قدم پیچھے سرک کر اسے کسی ملکہ کا سا اعزاز دیا ہاں جانا چاہے تو جا سکتی ہے۔

اور وہ جو کسی جارحیت کی توقع کر رہی تھی۔ چونک اٹھی۔۔۔ اور وہ ہی کیوں اخفش انعام بھی بدکا تھا۔ دونوں کی نگاہیں ایک دوسرے پر اٹھیں اور پھر سامنے۔۔۔ یہ اشتیاق احمد تھے۔ سینے پر ہاتھ لپیٹے۔ دونوں کو باری باری دیکھتے وہ ایک قدم آگے آئے۔

"اخفش ٹھیک کہتا ہے۔ وجہ بتا دو یا پھر مان جاؤ نوال ضمیر خان۔۔۔!" وہ مسکرا رہے تھے۔

"ہاہ۔۔۔!" اس کا دم حلق میں آکر اٹک گیا۔ سر پر پہاڑ ٹوٹا۔ بوکھلا کر اخفش کو دیکھا جو اچانک ہی مجبور و مظلوم و معصوم نظر آنے لگا تھا۔

"تم۔۔۔!" اس نے اپنے تازہ برابر ترشے ناخنوں کو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

دیکھا۔ وہ اس پر کسی جنگلی بلی کی طرح جھپٹ جانا چاہتی تھی، مگر۔۔۔

"تم نے تو وعدہ کیا تھا تم کسی کو بھی نہیں بتاؤ گے میری ہاں سے پہلے۔۔۔" وہ اپنے مخصوص ڈھنگ انداز سے احتفش کی سمت بڑھی۔

"ہاں تو میں نے نہیں بتایا۔۔۔ کب بتایا۔" وہ صاف انکاری تھا۔

"تو پھر دادا جان پر کیا وحی اترنے لگی؟" وہ پر یقین تھی۔

"مجھے کیا پتا۔۔۔ سامنے کھڑے ہیں، ان ہی سے پوچھو۔" اس نے ہاتھ جھاڑے۔

حیران تو وہ بھی ہوا تھا۔ کھڑے کھڑے سوچ لیا وہ گھنٹہ بھر سے "سنا رہا" تھا۔ اشتیاق احمد نے دیکھ لیا ہوگا۔ سب کچھ سن کر سمجھ گئے ہوں گے، مگر اشتیاق احمد تو کچھ اور ہی کہہ رہے تھے۔

"میرا پوتا اپنی زبان کا پکا ہے اس نے کسی سے کچھ نہیں کہا مگر۔۔۔" وہ قصداً" رکے اور دونوں کو دیکھا۔ جن کی سانس تھمی ہوئی تھی۔ "میں نے کیا یہ بال دھوپ میں سفید کیے ہیں۔" انہوں نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر گھنے سرمئی بالوں کو دو چٹکیوں میں پکڑ کے اوپر اٹھایا۔

"مجھے تو بہت پہلے ہی پتا چل گیا تھا تب سے جب تم لوگ واپس آئے تھے۔ بلکہ صاف کہوں تو جب تم دونوں ہیلی کاپٹر کی رسی سے لٹکے فضا میں جھول رہے تھے میں تو تب ہی سمجھ گیا تھا۔ میرا پوتا آگیا۔"

بے پروائی سے ہاتھ ہلایا۔ نوال کی آنکھیں اتنی پھیل گئیں جتنی پھیل سکتی تھیں۔

"آپ اسے بچانے کی کوشش مت کریں۔"

"میں تو تم دونوں کو بچانا چاہ رہا ہوں۔"

"دونوں کو۔۔۔" وہ یک زبان ہو کر بولے۔ "کس سے۔۔۔؟"

"اپنا نقصان مت کرو۔ تم دونوں مجھے بہت پیارے ہو۔"

"یہ زندگی بھر ہجر کاٹے اور تم۔۔۔" انہوں نے اپنا بازو نوال کے گرد پھیلایا۔

"پچھتاوے کی ریت جھاڑو، یہ مجھے گوارا نہیں۔"

"میں کیوں پچھتاؤں گی۔"

"اب یہ تو تم اپنے آپ سے سوال کرنا۔۔۔ کہ اسے منع کر کے کیا خوش رہو گی؟" انہوں نے بالآخر اسے لاجواب کر دیا۔ واقعی اس کے الفاظ گم ہو گئے تھے۔

"اور تم اس کی وجوہات سنو اور تحفظات دور کرنے کی کوشش کرو۔" وہ بارعب آواز سے احتفش سے مخاطب ہوئے۔

"میں نے کوشش کی تھی۔" اس نے فوراً" کہا۔

"کامیاب کیوں نہیں ہوئے؟"

"یہ سنتی ہی نہیں تھی۔"

"تمہیں بار بار سنانا چاہیے تھا۔"

"میں نے سنایا تھا۔"

"پھر۔۔۔"

احتفش نے خود کو بے قصور ثابت کر دیا تھا۔ وہ تو کوشش کرتا رہا تھا یعنی اب سارے قصور میرے کھاتے میں۔ نوال کو طیش آیا۔

"یہ۔۔۔ یہ مجھے میسجز کرتا تھا۔ ہر روز۔۔۔ ہر وقت میرا ان بکس اوور رہتا تھا۔" ہڑبڑاہٹ میں شکایت بھی لگائی تو کیا۔

"اوہ۔۔!" اشتیاق احمد چونکے پھر ڈیلے گول گول گھمائے "میسجز۔" کھینچ کر کہا نوال کا دھیان نہیں تھا۔ "شکایت نمبر دو کارڈز دے دے کر بھی ناک میں دم کر دیا۔ گھر میں رکھنے کی جگہ نہیں۔"

"اوہ۔۔۔" اشتیاق احمد کے ہونٹ گول ہو گئے۔

"کارڈز بھی۔۔۔ ی ی ی۔"

"ہاں۔" نوال نے سانس ٹوٹنے سے پہلے ہی تیسری شکایت بھی لگا لینی مناسب سمجھی۔

"کسی اور کو تو نہ بتانے کا وعدہ نبھایا مگر میرا جینا حرام کر دیا تھا۔ جب موقع ملا "کب جواب دو گی؟ میں ہنوز منتظر ہوں پھر کیا سوچا جب دیکھو میرے کانوں میں پھونکیں مارتا تھا۔ گھر سے نکلتے گھر میں گھستے۔۔۔ کینٹین کی لائن میں۔۔۔ لائبریری کی الماری کے پیچھے سے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"پھونکیں۔" اشتیاق احمد کی سوئی اٹک گئی تھی دونوں کو بے یقینی سے دیکھا۔ اخفش کی بتی پہلے ہی گل ہو چکی تھی۔

"خود وعدہ لے لیا کسی کو کچھ نہیں بتلائے گا اور اب یہ کیا کر رہی تھی۔

"عشق میں فقیر ہوتے تو سنا تھا۔ تم کیا پیر ہو گئے۔ پھونکیں مارنی شروع کر دیں؟" ان کی سرے سے بھری آنکھیں تحیر کی زیادتی سے ہولناک دکھ رہی تھیں۔

"محاورہ بولا ہے میں نے۔" توال رونے کو ہو گئی۔ اخفش سر پیٹ کر رہ گیا۔

"او اچھا اچھا۔!" توقع کے برخلاف وہ فوراً" مان گئے۔ مجھے ان پھونکوں پر کوئی اعتراض نہیں۔

"دادا جان۔!" توال نے احتجاج کیا۔

"ایک تو میری زبان بار بار پھسل جاتی ہے۔ کہنا میں یہ چاہتا ہوں کہ۔" وہ بے بس تھے جیسے۔ دونوں بازو پھیلا کر دونوں کو دائیں بائیں سمیٹ لیا اور دھیرے دھیرے بولنے لگے۔ اخفش کے چہرے پر مسکان تھی جب کہ توال۔ وہ اپنی ساری طراریاں بھولے۔ الجھن کا شکار لگتی تھی۔ دھیان کہیں اور ہی تھا۔

✻ ✻ ✻

صوفے پر ٹیبل پر شاپنگ بیگز کا ڈھیر تھا اور ان سے نکلتے پھسلتے ریشمی قیمتی بھاری بھر کم شوخ کپڑے۔

"دیکھو یہ پیچ اور پرپل۔ اور یہ میرون اور اورنج۔"

دو بہت بھاری عروسی لباس کسی مشاق سیلز مین کی طرح ہوا میں اچھال کر سب کے سامنے پھیلا دیے۔ پیچ فراک کے گھیرے سے زیادہ نوین اور صوفیہ بیگم کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں۔

یہ کپڑے کس کے تھے اور کیوں تھے' یہ تو کسی دولہن کے لباس تھے۔

"نازک کو یہ پیچ پسند تھا' مگر مجھے یہ میرون۔ پھر میں نے سوچا دونوں لے لیتی ہوں بس اب آپ لوگ یہ بتائیں' منگنی پر کون سا پہناؤں۔"

انہوں نے احسان عظیم کرتے ہوئے حق انہیں تفویض کر دیا جو بھونچکی رہ گئی تھیں۔

"کس کی منگنی۔؟" صوفیہ بیگم کی پھنسی آواز نکلی' مدد طلب نگاہیں نوین پر جمی تھیں جو خود مدد کی تلاش میں تھی۔

"نازک کی منگنی اور کس کی منگنی۔ شادی چھ ماہ بعد ٹھہر کر کروں گی ٹھیک ہے نا۔ بھئی آخر کو تیاریوں کے لیے وقت تو چاہیے ہی ہوتا ہے۔ ہے نا۔" انہیں آج ہر بات کے لیے تصدیق درکار تھی۔

"جی ہاں۔ جی نہیں۔" نوین جو حیرت کے باعث کھڑی تھی اب بیٹھ گئی (دھڑام سے گرنے سے بہتر تھا یہ فیصلہ۔)

"ارے نازک۔! وہ جیولری والا شاپر تو سامنے کرو۔" لیلیٰ بیگم نے پکارا۔

مگر نازک متوجہ نہیں ہوئی۔ سب سے بے نیاز کانوں میں ہینڈز فری ٹھونسے جھوم رہی تھی۔ لیلیٰ بیگم کو خود ہی ڈھیر میں ہاتھ مارنے پڑے۔

یہ اس فراک کے ساتھ۔ اور یہ اس میکسی کے ساتھ۔ پیچ فراک کے ساتھ روایتی مغلیہ طرز کے زیورات تھے اور میکسی کے ساتھ نازک نیکلس اور لمبے آویزے۔ دونوں کے چہرے پر ستائش پھیل گئی۔

"اب تم بتاؤ نا' منگنی کے روز کون سا پہنے۔" دونوں کے نقوش پھر سے تن گئے جیسے کسی نے پسلی پر پستل لگا کر ہینڈز اپ کہہ دیا ہو۔

"بتاؤ نا۔؟" وہ ٹھنک کر پوچھ رہی تھیں اور یہ دونوں گنگ تھیں۔

اخفش کے صاف انکار کے بعد لیلیٰ بیگم کا جارحانہ رویہ۔ ناراضی اور صاف صاف کہہ دینا کہ انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ پھر دھمکیاں۔ رشتہ تو کرنا ہی پڑے گا۔ تب سب کے لیے یہ مشکل معرکہ بن گیا کہ انہیں کیسے سمجھایا جائے اور پھر انہوں نے ہی خاموشی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اختیار کی۔ سب کو نظر انداز کرنے لگیں تو یہی سمجھا جانے لگا کہ انہوں نے حقیقت تسلیم کرلی ہے کہ ایسے زور زبردستی سے یہ رشتہ نہیں بنایا جاسکتا اور ابھی کلمہ شکر ادا کرنے کا ارادہ ہی کیا جارہا تھا کہ۔۔۔ یہ جوڑے ' یہ زیورات ' منگنی ' شادی۔ اللہ کس مٹی کی بنی تھیں لیلیٰ بیگم۔۔۔

صوفیہ بیگم کا تو دماغ سن ہونے لگا۔ نوین بھی چکرا کر رہ گئی تھی۔ اس نے چور نگاہوں سے دیکھا۔ نازک اندام میوزک انجوائے کرتے کرتے بیٹھے سے لیٹ چکی تھی وہ تھکی ہوئی تھی اور لیلیٰ بیگم کی نسبت شاپنگ کے حوالے سے جوش و خروش اتنا نمایاں نہیں تھا جب کہ لیلیٰ بیگم۔۔۔ ان کے ہر انداز سے خوشی و بے فکری ٹپک رہی تھی۔ وہ ہر چیز کو بے انتہا جوش و محبت سے چھو کر دیکھتی تھیں اور دل بھرتا نہیں تھا جیسے دنیا میں اب اور کوئی غم نہیں تھا۔ کام نہیں تھا' کہو تو ساری رات بیٹھ کر پھول پتیوں' نگوں پر ہاتھ پھیرتی رہیں۔

"تم نے بتایا نہیں نوین۔۔۔! منگنی کے روز کون سا ڈریس زیادہ سوٹ کرے گا؟" لیلیٰ بیگم کی آواز اسے سوچوں کے بھنور سے کھینچ لائی۔ اس نے بوکھلا کر صوفیہ بیگم کو دیکھا جو ہراساں نگاہوں سے اس کو دیکھ رہی تھیں۔

"یہ۔ یہ والا۔" نوین نے دیکھے بغیر ہاتھ رکھ دیا۔ لیلیٰ بیگم نے سرخوشی سے نعرہ لگایا۔ اور سب سے کٹ کر گانے کی دھن پر پیر ہلاتی چٹکیاں بجاتی نازک کا کندھا جھنجوڑ ڈالا۔ وہ یوں اچھلی کہ بس صوفے سے گرنے والی ہوگئی۔

"دیکھا۔۔۔ میں نہ کہتی تھی میکسی منگنی میں اچھی لگے گی۔ انگرکھا وغیرہ اور یہ جیولری "چوتھی" کے روز جچتی ہے۔"

"چوتھی۔۔۔ نہ پہلی نہ دوسری۔۔۔ لیلیٰ بیگم نے تو چوتھی کی رسم تک کا لباس طے کرلیا تھا ارے میرے مالک۔۔۔!" صوفیہ بیگم کا دل پسلیوں کی دیواروں سے ٹکر مارنے لگا۔ حالت نوین کی بھی کچھ ایسی تھی۔

"تو کس سے۔۔۔ میرا مطلب کب ہوگی یہ تقریب۔۔۔ یعنی منگنی۔۔۔" اس کے اندر تو ڈھیروں سوال تھے۔

اخفش انکار کرچکا تھا تو کس برتے پر آپ یہ سب۔۔۔

بھلا ایسے بھی کہیں ہوتا ہے' یہ تو باہمی رضامندی کے معاملات تھے۔ دلوں کے سودے آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں۔ کیا ہاتھ پیر باندھ کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر میرون اور رج میکسی والی کے ساتھ بٹھائیں گی۔یا۔۔۔یا۔۔۔اف۔۔۔

"بھئی۔۔۔ منگنی کب کرنی ہے۔ یہ تو ابھی میں نے ڈی سائیڈ نہیں کیا۔۔۔ بھئی وہ تو ہم سب مل کر کریں گے۔ تم لوگوں کے مشورے کے بغیر تھوڑی کچھ کروں گی۔ یہ تو بس شاپنگ کا دل کر رہا تھا تو۔۔۔"

بہت محبت بھرے لہجے میں نوین کا گھٹنا چھوتے ہوئے وہ بتا رہی تھیں۔

"جی۔ جی۔۔۔!" نوین کو خود پر حیرت ہونے لگی۔ آخر وہ بے ہوش کیوں نہیں ہوتی۔

ادھر صوفیہ بیگم نے خود کو باور کروا دیا تھا کہ درحقیقت وہ ہوش و حواس سے بے گانہ ہوچکی ہیں۔ یہ تو بس آنکھیں کھلی ہیں اور اسے جاگنا نہیں کہتے اسے سکتہ ہو جانا کہتے ہیں۔

ادھر نوال کی بے تابی حد سے سوا تھی۔ وہ یہ جاننے پر مصر تھی کہ اگر کسی نے بتایا نہیں تو آخر انہیں پتا کیسے لگا' مگر اس سے پہلے یہ مصیبت ٹوٹی کہ سال بھر کے خاموش اشتیاق احمد نے نوین کو سارا ماجرا کہہ سنایا۔۔۔ کچھ قیافے' کچھ حقیقت' کچھ افسانہ اور نوین۔۔۔

✡ ✡ ✡

"کہاں تو اتنی ناپسند تھی کہ تم کو اس کا نام سننا گوارا نہیں تھا اور کہاں یہ کہ اب اس کے علاوہ کسی اور کا نام سن نہیں سکتے۔ ہماری تو حیرت ہی نہیں جاتی۔" نوین نے اخفش کی خبر لی تھی۔

"میری بھی نہیں جاتی۔" نوین ہی کے انداز میں اس نے اپنی بے بسی ظاہر کی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"دھمکا درست اخفش... کل تک تو وہ جانی دشمن تھی۔"

"سب کی حیرت درست ہے مگر یہ بھی درست ہے کہ اب مجھے اس کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آتی۔"
اس کا لہجہ جذباتی ہو گیا۔

"یہ لمحوں کے فیصلے تو نہیں ہوتے۔" نوین ٹٹول رہی تھی۔

"کس نے کہا، لمحے کا فیصلہ تھا وہ رات میری زندگی کی ساری راتوں سے لمبی رات تھی۔"

"کون سی رات...؟" نوین نے پہلو بدلا۔

"جب وہ شیر خوار بچی کو بچانے کے لیے اپنی جان کی پروا کیے بغیر پانی میں کود گئی اور ناکام تو کبھی ہوتی ہی نہیں۔ اسے لے بھی آئی مگر پھر خود پھسل گئی اور اگلے پل وہ نظروں سے اوجھل تھی۔

سب مایوس ہو گئے تھے وہ ملتی نہیں تھی اور سب واپسی کو تیار تھے تب مجھے احساس ہوا کہ اس دلدلی زمین نے میرے پیر جکڑ لیے ہیں۔ اور پھر میں ساری رات اس کی تلاش میں بھٹکا۔ ہر بار تھکتا تھا۔ تب اس کی صورت ہمت دلاتی تھی۔ میں نے سوچا اگر میں ڈوبتا تو وہ مجھے چھوڑ کر کبھی نہیں جاتی۔"

"تو کیا احسان اتارنا مقصود تھا؟" نوین سحر زدہ سی سن رہی تھی۔ بے ساختہ ٹوک دیا۔

"وہ مجھے دشمن لگتی تھی۔" اخفش نے سوال کو نظر انداز کر کے سلسلۂ کلام جاری رکھا۔ "اس رات مجھ پر ادراک ہوا۔ میں غلطی پر تھا اپنے اور اس کے رشتے کو دشمنی کا نام یونہی بے وقوفی میں دے دیا تھا۔ دراصل تو یہ اندر چھپا تعلق تھا۔ لگاؤ تھا۔ اور بہت سوچنے پر پتا لگا یہ محبت تھی۔ میں گرتا تھا، اٹھتا تھا، روتا تھا کہ اگر وہ نہ ملی تو...؟" سال گزر جانے کے بعد بھی اسے جھرجھری محسوس ہو رہی تھی۔ محض اس خیال سے کہ وہ کھو جاتی تو...

"اس کے مل جانے کی خوشی... ہاہ..." وہ جیسے اب اس لمحے کی سرشاری میں جی رہا تھا۔ "میں اب تک منا رہا ہوں، مگر وہ ہے کہ مانتی ہی نہیں۔"

اس کے لہجے میں بالآخر شکستگی در آئی۔ نوین کا تو مانو دل کٹ گیا۔

"میں صبر سے انتظار کرنے کو تیار تھا، مگر بیچ میں یہ جو لیلیٰ داؤد اور نازک اندام کی انٹری ہو گئی۔"

"ہاں یہ تو واقعی گڑبڑ ہو گئی۔" نوین بھی پریشان ہوئی۔ "لیکن اب کرنا کیا ہے۔"

"بس آپ اس سے کہیں، جواب کیوں نہیں دیتی۔ ایک سال کی مدت کم نہیں ہوتی سوچنے کے لیے۔" اس نے ذرا اکھڑپن سے کہا۔ نوین کا سر تائیدا" ہل رہا تھا۔ دفعتاً" چونکی۔

"لیکن اگر اس نے جواب میں انکار کر دیا؟" اس کا لہجہ سہما ہوا تھا۔

"نہیں...!" اخفش بے چین ہوا۔ "اللہ نہ کرے۔"

تب ہی کچھ گھبرایا سا بے خود خان اندر داخل ہوا۔ پیچھے مڑ مڑ کے بھی دیکھتا تھا۔

"کیا ہوا؟" دونوں کی توجہ مبذول ہوئی۔

"ادھر باہر دو لڑکے اور ایک لڑکی آیا ہے۔ بولتا ہے ایونٹ مینجمنٹ کرتا ہے۔" بے خود میٹرک کلاس میں چلا گیا تھا۔ پڑھائی میں اچھا تھا، مگر ایونٹ مینجمنٹ دونوں کے سر سے گزرا اب انگلش اگر پشتو میں بولی جائے تو ایسا تو ہو گا ہی۔

"کیا کرتا ہے؟" دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر سوالیہ نگاہیں الجھے ہوئے بے خود پر ٹک گئیں۔

"ایونٹ..." بے خود نے خود کو مشکل سے بچانے کے لیے آسان الفاظ ڈھونڈنے چاہے۔ "وہ لوگ ساری شادی بنانے کا کہہ رہے تھے کبھی سالگرہ بھی بناتے ہیں۔"

"اوہ..." دونوں کو سمجھ آ گیا۔ "پر وہ یہاں کیا کرنے آئے ہیں؟"

"وہ بولتا ہے کہ اور منگنی ہونے والا ہے۔" بے خود خود حیران تھا۔

"منگ... نی..." اخفش اور نوین کی آنکھیں چار ہوئیں۔ اگلے منٹ سر پر پیر رکھ کے باہر کو بھاگے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

جینز اور کرتے میں ملبوس اسمارٹ سی سلونی لڑکی پورے لان کا یوں جائزہ لے رہی تھی جیسے خریدار ہو۔۔۔ یا بل چلوانا چاہتی ہو۔ نوین پر نگاہ پڑی تو پروفیشنل انداز سے مسکرائی اور ہاتھ آگے بڑھادیا۔ "ہیلو!"

"آپ لیلیٰ بیگم۔۔۔ آپ ہی نے ہمیں ایگمنٹ کے لیے ہائر کیا ہے۔ آئی ایم شازیہ وسیم۔۔۔ یو نو۔"

نوین نے کیا جواب دینا تھا۔ جنبش سے بھی گئی۔ بڑھا ہاتھ تک نہ تھام سکی۔

ایسی ہی حالت اخفش انعام کی تھی۔ پیچھے آکر کھڑا بے خود صورت حال سمجھنے کی کوشش کررہا تھا' اس ناقابل فہم و ناقابل یقین منظر کو ہر بندے نے اپنی اپنی جگہ ساکت ہو کر دیکھا تھا۔ لیلیٰ بیگم رات گئے تک شازیہ وسیم کے ساتھ لان کے طویل و عرض ناپتی رہیں۔ ان کی آوازیں بنار کاوٹ کے۔۔۔ کچن کی کھڑکی میں بت بنے اخفش اور نوین دل پر ہاتھ رکھے پھٹی پھٹی آنکھوں کے ساتھ اپنی وہیل چیئر کو دھکیلتی صوفیہ بیگم۔۔۔ یونہی خوامخواہ کے مصروف بے خود خان۔۔۔

اور لیلیٰ بیگم کے شانہ بشانہ چلتے اشتیاق احمد کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں۔ کلر تھیم میرون اور گولڈن تھی۔ پھول فقط اورنج کلر کے۔۔۔ مہمانوں کے لیے کلر تھیم اورنج تھی۔ چونکہ دلہن میرون میکسی میں ہوگی لہٰذا دولہا کے لیے پینٹ کوٹ۔۔۔ اور میرون و گولڈن ٹائی۔۔۔

"میں اورنج پھول نہیں لگا سکتا۔" اخفش چلا اٹھا۔

"یعنی باقی سب پر تم راضی ہو؟" نوین بھونچکی رہ گئی۔

"او نئیں یار!" اس نے بلا مبالغہ اپنے بال نوچے تھے۔

"میں اپنی جان دے دوں گا۔" اس نے دھمکایا۔

"تو پھر یہ کوشش تمہیں جلد از جلد کرنی ہوگی۔" اخطب پر سکون تھے نجانے کب آکر کھڑے ہوگئے تھے۔

"اور یہ دادا جان کو کیا ہوا ہے۔ انہیں ذرا اندازہ نہیں ہے شامیانے لگانے کے لیے یہ جو سریے گاڑنے کے لیے سوراخ بنائے جارہے ہیں یہ دراصل گڑھے ہیں گڑھے جن میں میں دھیرے دھیرے ڈوب رہا ہوں۔"

"اچھا۔۔۔" نوین حیرت زدہ رہ گئی۔ "تو تم چپ چاپ کھڑے یہاں کیا کررہے ہو انہیں بتاؤناں جاکر۔۔۔"

"ہاں' میرے بتانے سے تو جیسے وہ باز آجائیں گے۔" وہ جل کر بولا اور واک آؤٹ کرگیا۔

☆ ☆ ☆

نوین دم بخود سی سن رہی تھی۔ باہمت' مردمار' بے خوف' با اعتماد نوال ضمیر خان کا لہجہ و آواز دونوں چیزیں بہت مدھم تھیں۔ وہ کہیں سے بھی وہ لڑکی نہیں لگ رہی تھی جو نڈر ہو کر ہر بات کہہ ڈالتی تھی۔ جھجک' لحاظ نام کی کوئی چیز اس کی لغت کا حصہ تھی ہی نہیں۔

مگر شاید یہ موضوع ہی ایسا تھا۔ یا پھر یہ کہ دل کھول کر رکھنا بڑا مشکل کام ہوتا ہے۔

"اس نے ساری رات مجھے ڈھونڈا تھا۔ اس نے سب سے کہا۔ وہ مجھے ڈھونڈے بغیر واپس نہیں جائے گا۔ ورنہ پھر خود بھی کھو جائے گا ایسے کہ نہ کسی کو ملے گا نہ خود کو اور مجھے وہ برا تو کبھی نہیں لگا آپی!"

گم صم ہو کر بولتی کو اچانک صفائی دینا ضروری لگا۔ نوین کو دیکھنے لگی۔

"وہ اپنی جگہ درست تھا میں اپنی جگہ۔۔۔"

اس نے کہا۔ "محبت کا دریا ایک بار چڑھ جائے تو پھر کبھی نہیں اترتا۔"

"میں نے پوچھا۔ محبت۔۔۔ کس سے؟"

بولا۔ "تم سے۔"

میں نے اکڑ کر پوچھا۔ "یہ کب کی بات ہے؟"

بولا۔

"اس نے بولا؟ کل شام کی۔" نوین نے اسے ٹوکا اور جملہ مکمل کردیا۔

نوال سٹپٹائی۔ "یہ آپ سے اس نے کہا؟" وہ غصہ میں آئی۔ "اس نے وعدہ کیا تھا وہ مجھ سے پہلے کسی سے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کچھ نہیں کہے گا۔"

"وہ وعدے پر قائم ہے۔ منہ سے کچھ نہیں پھوٹا۔" مگر بس یہ کہہ رہا تھا۔ اس ایک رات اور تلاش اور خدشات نے اسے باور کروایا تھا۔

یہ جو کچھ تھا فکر' بے چینی' غم وہ محبت کے علاوہ اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔"

نوال چند لمحے تک نوین کے چہرے کو دیکھتی جیسے سچائی ٹٹولتی رہی۔ پھر سر جھکا لیا۔ اب جو وہ کہنے لگی تھی۔

"ہم ہیلی کاپٹر سے لٹک رہے تھے۔ مجھے زندگی میں پہلی بار خوف آیا یوں ہوا میں لٹکنے سے۔۔۔۔ پر وہ بے خوف تھا۔

تب اس نے اسی طرح ہوا میں جھولنے کے اس پل بھر کے وقت کو ضائع نہ کیا' بولا تمہیں ڈفرنٹ کرنا اچھا لگتا ہے ناں۔ اگر میں دنیا کا سب سے انوکھا کام کروں۔۔۔۔ تمہیں پرپوز کروں۔

میں حق دق رہ گئی۔ خود ہوا میں جھول رہی تھی مگر ساری کائنات جیسے ساکت ہو گئی۔ اخفش انعام اور مجھے پرپوز۔۔۔۔ نہیں میں نے غلط سنا ہو گا۔ تیز چیختی چنگھاڑتی ہوا میں سوال کرنا مشکل تھا کہ کیا کہہ رہے ہو مگر سوال کی ضرورت کہاں تھی' اس کا چہرہ آئینہ بنا ہوا تھا۔

"تمہیں پرپوز کر رہا ہوں۔" اس نے حلق پھاڑ کے کہا تھا۔ اور مجھے کوئی شبہ نہ رہا۔ کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور یہ بھی پتا لگ گیا کہ سچ کہہ رہا ہے۔ دل سے کہہ رہا ہے۔ ہوتی ہیں بعض حقیقتیں جو قلب پر وحی کی طرح نازل ہوتی ہیں اور پھر انہیں کبھی جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ کچھ چیزیں اللہ آپ کے دل میں اتار دیتے ہیں۔ میرے ذہن سے سارے شبہات دور ہو گئے۔ وہ زبان سے جو کہہ رہا تھا۔ وہ سچ آنکھوں سے جھلک رہا تھا۔ چہرے پر ثبت ہو چکا تھا۔

"مگر۔۔۔۔" وہ قصداً" رکی اور پھیکا سا مسکرائی۔

"ہیلی کاپٹر کے اندر پہنچ کر جب سانسیں بحال کر رہی تھی۔ اسے جواب کی بے چینی تھی۔ اس نے سوال دہرایا اور میں۔۔۔۔ میں نے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ لیے تاکہ وہ سچ نہ جان لے کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں اور میں انگلیوں کی جھری سے اس کے چہرے پر آجانے والے غم کو دیکھ رہی تھی۔ بے بسی آمیز پچھتاوا۔۔۔۔"

"لیکن تم نے ایسا کیوں کیا نوال۔۔؟" نوین کی کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔

"میں نے سوچا۔۔۔ یہ کیفیت وقتی بھی تو ہو سکتی ہے۔ یہ لگاؤ' دلچسپی' فکر۔۔۔۔ ہم دو متضاد انسان ہیں۔ اس وقتی صورت حال کے تناظر میں یوں اچانک فیصلہ نہیں سنایا جا سکتا۔ کہ تم مجھے اچھی لگتی ہو۔۔۔۔ میں کہوں۔۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے۔ ہم دونوں کو وقت لینے کی ضرورت ہے۔ بالخصوص اسے۔۔۔۔ اور میں نے اس سے یہ سب کہہ بھی دیا تھا۔"

"کہہ دیا تھا۔۔۔" نوین نے دہرایا "کب کہہ دیا تھا؟" نوال کو چپ لگی۔

"وہ دوبارہ اپنا پرپوزل لے کر آیا تھا۔ تب۔۔۔۔"

"دوبارہ کب۔۔۔۔؟"

"جب تھوڑا وقت گزر گیا۔ اس نے اپنی کیفیات بالکل سچ سچ بیان کر کے مجھ سے جواب مانگا تھا۔" نوال کا لہجہ مجرمانہ ہو گیا۔

"اور تم نے انکار کر دیا تھا۔" نوین نے صدمے میں گھر کے شدید بے یقینی سے کہا۔

"نہیں؟" نوال کا سر جھک گیا۔ نوین نے سکھ کی سانس بھری۔

"پھر۔۔۔۔؟"

"میں نے اپنے خدشات دہرا دیے اور اسے جذباتیت کا شکار ہو کر جلد بازی سے منع کرتے ہوئے وقت مانگ لیا۔"

"کس چیز کا وقت۔۔۔۔؟" نوین کے پاس ڈھیروں سوالات تھے۔

"یہی کہ وہ اور میں اپنی اپنی جگہ اپنے حساب سے زندگی گزاریں گے ایک نارمل زندگی جس میں دونوں کے اوپر دونوں کی طرف سے کوئی دباؤ نہیں ہو گا اور اگر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تب بھی اسے لگے کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تب دوبارہ سوال دہرائے گا تو جواب دوں گی۔"

"تو کیا اس نے اپنا سوال نہیں دہرایا؟"

"میرا دل نہیں مانتا آپی۔۔۔ انسان کی فطرت کبھی نہیں بدلتی۔" اس نے بالآخر اپنی بے بسی آشکار کردی۔

"او نوال۔۔۔!" نوین نے اسے خود سے لپٹایا۔۔۔ "محبت سب کچھ کروالیتی ہے۔"

"میں اور وہ دو مخالف انسان ہیں۔" وہ حقیقت پسندی سے کہہ رہی تھی۔ "ہم جب جب ملیں گے، اختلاف جنم لے گا۔"

"ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ کیا اس ایک سال کے عرصے میں تمہیں اس سے کوئی شکایت ہوئی۔ وہ تمہاری خاطر خود کو اتنا تو بدل چکا ہے۔" نوین کے پاس بہت بڑی دلیل تھی۔

"امتحان میں ناکامی کے خوف سے تو نالائق بچہ بھی جھوٹا سچا پڑھ لیتا ہے آپی!"

"نوال!" نوین کو دکھ پہنچا۔ "اخفش دھوکے باز نہیں ہے۔"

"سوری۔" نوال کو احساس ہوگیا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔"

"آپ کو لگتا ہے ہم خوش رہیں گے۔ کامیاب رہیں گے۔" اس نے سوال کر ڈالا۔ نوین کو ٹوٹ کر پیار آیا۔ وہ نوال جو کسی سے نہیں ڈرتی تھی۔ جسے اپنی عقل پر بھروسا تھا۔ جس کے لیے کوئی چیز ناممکن نہیں تھی وہ نوال آج۔۔۔

نوین کی سوچوں کا سرا چھوٹ گیا۔ بے خود خان ہراساں سا اندر آرہا تھا۔

"وہ گھر چھوڑ کر بھاگ رہا ہے۔" وہ نوین کے سر پر پہنچ گیا۔

"کون۔۔۔؟" نوین کھڑی ہوگئی۔

"اخفش بائی جان۔"

"تم سے کس نے کہا؟" نوین نے نوال کو دیکھا جو خود بھی حیران تھی۔

"اس نے خود۔۔۔ اور یہ بھی کہ کسی کو پتا نہ لگے۔ لیکن ام سے رہا نہیں گیا۔" وہ مجبور لہجے میں بولا تھا۔

☼ ☼ ☼

بات اتنی بڑی تو نہیں تھی۔ بس یہ ہوا کہ لیلیٰ بیگم مینیو ڈسکس کررہی تھیں صوفیہ بیگم اور اشتیاق احمد کبھی ان کو دیکھتے کبھی خود کو کی تصویر بنے بیٹھے تھے۔ ارادہ تو یہ کرکے آئے تھے کہ صاف صاف بات کرلی جائے۔ مگر لیلیٰ بیگم کب دے رہی تھیں بولنے کا موقع۔۔۔ بات سے بات نکالتیں۔ ایک سے ایک قصہ۔

شومئی قسمت اخفش ادھر آنکلا۔ الٹے قدموں پلٹنا چاہتا تھا مگر دیکھ لیا گیا۔ لیلیٰ بیگم کو بہت ضروری کام یاد آگیا۔ انہوں نے کہا۔

تم رسید لے لو اور منگنی کے روز پہننے والا دولہا کا سامان اٹھالاؤ۔ اور ہاں اگر تم شوز خریدنے کے لیے ساتھ چلو تو۔ دراصل مجھے آئیڈیا نہیں کہ آج کل کے لڑکے کیا پسند کرتے ہیں۔"

اخفش کی آنکھوں سے درشتی ٹپکنے لگی۔ وہ آج سارے لحاظ بالائے طاق رکھ کر سختی سے بات کرنے والا تھا۔

لیلیٰ بیگم کا فون بج اٹھا تھا۔

"ہاں ہیلو۔۔۔ ہوم۔۔۔ بالکل۔۔۔ بھئی ایڈریس کا کیا مسئلہ ہے۔ اپنی صوفیہ کے گھر ہی تو کررہی ہوں منگنی۔۔۔ تم نے کیا اس کا گھر نہیں دیکھا؟"

اشتیاق احمد چونکے۔ سنجیدگی سے بیگم کو دیکھا۔ جو پہلے ہی دم سادھے ہوئے تھیں۔

"ہاں ماشاء اللہ۔۔۔" لیلیٰ بیگم جھومیں۔ "کیا لڑکا ہے، پڑھا لکھا اکلوتا۔۔۔ خوش شکل اور خاندان بھی بہت خوب۔۔۔ بھئی میری نازک کے تو بھاگ کھل گئے۔"

وہ تعریف میں رطب اللسان تھیں۔ نگاہیں اخفش پر جمی تھیں۔ جو دورا ہے پر تھا۔ کھڑا رہے یا بھاگ جائے، بے چارے کی قوت فیصلہ جواب دے گئی تھی۔

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"سارا خاندان اکٹھا کر لیا لیلیٰ نے تو۔۔۔" صوفیہ دادی کی آواز سے خوف اور خدشات عیاں تھے۔

"میں گھر سے بھاگ جاؤں گا۔ بے خود۔۔۔ بے خود۔" وہ فیصلے پر پہنچ گیا۔

لیلیٰ بیگم کے کاموں کی طویل فہرست نے بے خود کو بھی نچواڈالا تھا۔ اس وقت بھی ایک وزنی کارٹن اوپر پہنچا رہا تھا۔ اخفش نے اس کو پکڑ لیا۔

"ان فضول کے کاموں پر لعنت بھیجو۔" لیلیٰ بیگم پر قہر برساتی نگاہیں ڈال کر بے خود کو لے کر اپنے کمرے میں آگیا۔

"میں گھر چھوڑ کے بھاگ رہا ہوں۔ میرا سامان پیک کرو۔" یہاں سے بے خود کو مدد کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اتنا سارا سامان وہ کیسے پیک کر سکتا ہے۔ سمجھانے کی کوشش کی کہ لڑکی یا لڑکا جو بھی بھاگے' وہ سامان کی چنتا نہیں پالتے مگر کہاں جی۔۔۔ وہ اخفش انعام تھا۔

ہر کام سلیقے' طریقے سے کرنے والا۔۔۔ اور جب نکلے بڑے بڑے سوٹ کیس' تب بے خود موقع نکال کر بھاگا۔ نوین کو بلانے۔۔۔ غیر ارادی طور پر نوال بھی ساتھ ہو گئی۔ تینوں کامن سے ہو کر ہی اوپر پہنچے تھے۔ اشتیاق احمد بھی انہونی کے احساس سے ساتھ ہو لیے۔ صوفیہ دادی البتہ وہیں ٹکی رہیں' ان کی مثال اس ناخدا کی سی تھی جو اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی کشتی ڈوبتے دیکھتا ہے۔ لیلیٰ بیگم ایک کے بعد ایک بندے کو منگنی کی تقریب میں شرکت کی دعوت دے رہی تھیں۔ ایک مسرت بھری نگاہ ان پر بھی ڈال لیتیں اکثر تائید بھی چاہتیں۔

"کیا ہو گا کل۔۔۔ جب سارا خاندان ان کے گھر میں جمع ہو جائے گا اور اخفش صاف انکاری۔۔۔ بلکہ وہ تو کہہ کر گیا ہے کہ وہ گھر سے چلا جائے گا۔" صوفیہ دادی کا حال برا تھا۔۔۔ جبکہ اوپر۔

☆ ☆ ☆

وہ بالکل اجنبی بن کر سامان پیک کروا رہا تھا۔ خود بھی لگا ہوا تھا۔ وہ جہازی سائز کے کھلے سوٹ کیس ابلتے جاتے تھے۔

اشتیاق احمد صرف ایک ناظر تھے۔ نوین آگے پیچھے پھر رہی تھی۔ بے خود کی شامت آئی ہوئی تھی۔ صوفیہ بیگم کی مدد طلب نظروں سے کسی کو سروکار نہ تھا۔ ایک نوال تھی جو بالکل دروازے سے لگ کر کھڑی تھی۔ چہرہ تاثرات سے عاری تھا۔

سلیقے سے سجا بنا کمرہ منٹوں میں مسافر خانہ ہو گیا۔ بے خود کو لگا' وہ چھت کا پنکھا اور بلب تک اتار کر لے جائے گا۔ جیسے صفایا پر تلا تھا۔ کچھ تو چھوڑ کر جاتا۔ جسے بعد میں سینے سے لگا کر اور رو کر اسے یاد کرنے کا سماں باندھا جا سکتا۔ مگر وہ بے دردی کی انتہا پر پہنچا ہوا تھا۔

"اچھا تو تمہیں لگتا ہے' لیلیٰ آنٹی تم کو اتنی آسانی سے جانے دیں گی۔" نوین بول بول کر مانو اب تھک گئی تھی۔

"کیا مطلب۔۔۔؟" اجنبیت کی دیوار کو جھٹکا لگا۔

"مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔"

"کامن میں دروازے کے پاس ہی تشریف فرما ہیں۔ کان پکڑ کے اپنے قدموں میں بٹھالیں گی۔ سامان بھی ضبط ہو گا۔" نوین نے اصل صورت حال سے آگاہ کیا۔ اشتیاق احمد نوین کی پہنچ پر خوش ہوئے۔

ایک بے بسی آمیز اثبات صوفیہ بیگم کی طرف سے بھی تھا۔ بے خود تفکر سے اخفش کو دیکھنے لگا۔

"تو آپ سے کس نے کہا میں دروازہ استعمال کر رہا ہوں۔ میں اس کھڑکی سے کود کر جاؤں گا۔" وہ پورا پلان بنائے بیٹھا تھا۔

"کھڑکی۔۔۔" سب یک زبان ہو کر بولے۔ وہ ایک بار پھر ناقدانہ جائزہ لے رہا تھا' کہیں کچھ چھوٹ نہ جائے۔

"سب کچھ ڈال دیا ہے بابائی جان۔۔۔" بے خود تو یوں الرٹ تھا جیسے اسے محاذ پر بھیج رہا ہو۔ "کھڑکی کے باہر سیڑھی لگاؤں؟"

"ہاں!" اخفش تیار تھا۔

"لیکن ٹھہرو' مجھے لگتا ہے۔ میں کچھ بھول رہا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوں۔" وہ کھوجتی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ دیوار سے ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑی نوال نے پیروں کا وزن تبدیل کیا۔ دونوں کی نگاہیں ملی تھیں۔ پھر نوال ہی نے نظریں چرائیں۔ اس کے نگاہیں چرانے سے چہرے پر شکوے کی سلوٹیں پڑیں اور پھر اس پر درشتی کا رنگ چڑھ گیا۔

وہ بہت تیزی بلکہ کسی حد تک ناراضی اور جارحیت سے باقی سامان سمیٹنے لگا۔ جس کو سب مذاق سمجھ رہے ہیں وہ تو... سنجیدہ گمبھیر صورت حال بن گئی تھی۔

"اچھا تو پھر مجھے بھی اپنے ساتھ لے جاؤ۔" صوفیہ دادی نے یک دم اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"آپ کو..."

"ہاں۔ میں دنیا کا سامنا نہیں کر سکتی کہ میرا پوتا منگنی سے ایک رات پہلے گھر سے بھاگ گیا۔" وہ روہانسی ہو گئیں۔

"وہ دادو! کون سی منگنی... کس نے طے کی ہے منگنی؟ آپ نے؟ دادا جان نے؟ میں نے؟ نہیں ناں... تو پھر کس بات کا ڈر؟

Downloaded From
Paksociety.com

"دنیا کیا کہے گی؟"

"کچھ نہیں کہے گی۔ آپ بتائیے گا کہ کیسے لیلیٰ دادو جان زبردستی کر رہی ہیں۔ کچھ سننے کو تیار نہیں... اتنی بار تو میں انکار کر چکا ہوں۔ ہمارا جواب تو پہلے دن سے سامنے ہے۔" وہ زچ ہو گیا۔

"تو چھوڑ دو ناں تم بھی ضد کو..." صوفیہ بیگم نے پینترا بدلا۔ "برائی کیا ہے نازک میں... شادی تو کرنی ہے ناں اور ویسے بھی..."

"بات برائی کی نہیں میں نے آپ کو بتایا ناں میں کسی اور کو..."

"تو پوری بات بتاتے ناں۔ میں کبھی نہ کہتی انخفش! لیکن وہ لڑکی... وہ جو بھی ہے وہ تو تمہیں پسند نہیں کرتی ناں تو پھر ضد کا حاصل۔"

"آپ سے کس نے کہا کہ وہ مجھے پسند نہیں کرتی۔" وہ اچھل پڑا' بے ارادہ نوال کو دیکھا (تو کیا ایک سال بعد انتظار کروانے آس دلانے کے بعد اس نے بالآخر منع کر دیا تھا۔ نوال بھی سٹپٹائی نہیں اس نے تو کچھ بھی نہیں کہا۔

نوین اور اشتیاق احمد کی آنکھوں سے بھی شکوہ آمیز بے یقینی جھلکنے لگی۔

"نہیں۔ میں نے تو..." نوال نے تیزی سے صفائی دینا چاہی پھر دھیان آنے پر زبان دانتوں تلے داب لی۔ صوفیہ بیگم ہنوز لڑکی سے ناواقف تھیں۔ تو پھر منع کی خبر کیسے پہنچی۔

"پسند کرتی ہوتی تو اب تک تم سامنے لے نہ آتے۔ تمہارے دادا ہی کہہ رہے تھے۔ لڑکی نے ہاں نہیں کی۔"

"اوہ..." سب نے سکھ کا سانس بھرا۔

"میری بات سنو انخفش... مان جاؤ ناں۔ وہ بہت اچھی لڑکی ہو گی میرا بیٹا معمولی چیز پسند کر نہیں سکتا۔ مگر دیکھو ناں' بری تو نازک بھی نہیں۔ فطرتاً" بہت سیدھی بچی ہے۔ ابھی نانی کے ساتھ ہے تو ان کے کہے میں ہے۔ کل کو تمہارے ساتھ رہے گی تو تمہاری مرضی کے سانچے میں خود کو ڈھال لے گی۔ ویسے بھی بیٹا! بڑی پرانی بات ہے۔ شادی ہمیشہ اس سے کرو جو آپ کو چاہتا ہو نہ کہ اس سے جسے تم چاہو کیونکہ یہ سراسر خواری ہوتی ہے۔ بالغرض وہ مان بھی جائے تو یہ رشتہ برابری کا نہیں ہو گا... پجاری اور دیوتا جیسا پتھریلا تعلق... دیوتا کبھی پجاری کو اٹھانے کے لیے نہیں جھکتا۔"

"ایسی بات نہیں ہے دادو... وہ ایسی نہیں ہے۔" نا چاہتے ہوئے بھی نگاہ نوال کی طرف اٹھی۔ "بس یوں ہی غلط فہمیاں ہیں۔"

"تو کیا ساری زندگی صفائیاں دیتے ہوئے گزارو گے۔ جو تم پر اعتبار نہیں کر پا رہی' وہ کبھی پیار تک نہیں پہنچے گی۔"

انہوں نے بات کر دی یہ جانے بغیر... کہ نوال ضمیر خان تڑپ گئی تھی۔ افسوس ناک بات یہ بھی ہوئی کہ نوین اور اشتیاق احمد کی نگاہوں میں بھی جتاتا تاثر آن ٹھہرا تھا۔ یعنی وہ بھی اسے مجرم سمجھتے تھے۔ وہ اعتبار تو

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کرتی تھی۔ مگر خدشات......

"تو پھر نازک ہی کیوں؟" لیلیٰ بیگم پر غصہ بھی بہت تھا۔

"کیوں نازک کیوں نہیں...؟" صوفیہ بیگم نے اپنا سوال ڈال دیا۔

"ہے ناں نوال! میں نے کوئی غلط کہا۔" صوفیہ بیگم کو پہلی بار اس کی خاموشی محسوس ہوئی۔

"نہیں تو..." وہ بہ وقت بول سکی۔

"اسے اس لڑکی کو بھول جانا چاہیے ناں؟"

"او خدا...!" اتنی دیر کی گفتگو کا سب سے مشکل سوال... اور سب اسے دیکھ رہے تھے نوین اور اشتیاق احمد بھی اجنبی ہو گئے۔ اخفش بھی سر اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا۔

اور نوال اتنی مشکل صورت حال... گمان سے پرے... صوفیہ بیگم جو "ہاں" کی متمنی تھیں اور نوال ضمیر خان کو دل رکھنے کا ہنر آتا تھا۔ اک فقط سر کو اثبات میں ہلانا ہی تو تھا۔ اگر ہاں کہنا مشکل لگ رہا تھا تو...

نوین نے... اشتیاق احمد نے۔ اخفش نے یہاں تک خود اس کے دل نے سمجھ کی کوشش کی تھی۔

اور اخفش انعام اس کی پہلو تہی کو نظر انداز کرتا تھا۔ دسویں بار وہ اصرار پر انکار کر چکی تھی۔ مگر اسے لگا کہ یہ آخری موقع ہے۔ اب کی بار جو جواب آیا وہ... واقعی جواب ہو گا۔ نوال نے صوفیہ بیگم کی متوقع نگاہوں کو دیکھا۔ انہیں حمایت درکار تھی۔ اور اخفش کو۔

سب نے دیکھا اس نے انکار میں سر ہلایا تھا۔ اوہ یعنی وہ نہیں سمجھتی کہ ایسی لڑکی کو منع کیا جائے۔ مگر اگلا ہی پل قیامت خیز تھا۔ نوال کی نگاہیں صوفیہ بیگم کی طرف پلٹی تھیں۔ اور یک جنبش زباں... سب کی سماعتوں سے "ہاں" کا لفظ ٹکرایا تھا۔ جیسے لوہے کی دیوار پر لوہے کی ضرب۔

صوفیہ بیگم کا چہرہ کھل گیا۔ نوال اتنی عقل والی ذمہ دار بچی تھی اس نے بھی تائید کی یعنی وہ درست کہہ رہی ہیں۔

سر کی جنبش نے اخفش انعام کے دل کی کلیاں کھلا دی تھیں۔

زبان کی جنبش نے دل کی بستی میں آگ لگا دی۔ راکھ میں پھول کب کھلتے ہیں۔ اور اس نے کبھی بھی نازک کے عیب نہیں گنے تھے۔ اس نے کہ یوں اور ووں۔ اس نے تو بس یہ کہا تھا اسے کوئی اور لڑکی پسند تھی اس لیے......

تو ٹھیک ہے۔ جب پسند نے پسند کر دیا تو وہ کس برتے پر انکار کرتا۔

"ٹھیک ہے نوال ضمیر خان یوں تو یوں ہی سہی۔"

اس نے بے خود کو بریف کیس کھولنے کا حکم دیا اور دروازے کے پاس کھڑی نوال کے پاس سے نکلتا چلا گیا۔

☼ ☼ ☼

نوین کا بس نہیں چلتا تھا۔ جو نوال کو پیٹ ڈالتی۔ ایسے کرتا ہے کوئی انکار... سال بھر آس دلائی اور اب کمرہ بند کر کے پڑی تھی۔

اخطب نے اسے لیلیٰ بیگم کے ساتھ لگا دیا تھا۔ وہ جہاں جہاں جانا چاہیں اخفش ہی لے جائے گا۔ نوین کو احتجاج کا موقع بھی نہ ملا۔ اخطب نے اس پر بھی چند ذمہ داریاں ڈال دیں۔ خود وہ اپنے ابا اماں کی شاپنگ میں مصروف تھا۔

نوین بہت سے جملے تیار کر کے سسر صاحب کے حضور پہنچی۔ وہاں شام غم ٹھہر گئی تھی صبح ناشتے سے بھی پہلے... نوین انہیں ایک آخری کوشش پر مجبور کرنا چاہتی تھی۔ مگر وہ دونوں یعنی صوفیہ بیگم... اور اشتیاق احمد بیڈ کے دونوں کناروں پر رخ موڑے ایک ہی اینگل سے دراز تھے۔ گال کے نیچے ہاتھ ٹکائے دیواروں کو تکتے ٹھنڈی آہیں بھرتے۔

"آپ کو اخفش پر اس طرح زبردستی نہیں کرنی چاہیے تھی۔" نوین نے سارا الزام ساس پر ڈال دیا۔

"تو کیا کرتی۔ ایک دنیا اکٹھی کر لی ہے لیلیٰ نے۔ تماشا بنوا لیتی یاد رکھو نوین... ساری زندگی کی کل پونجی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

بیچ کر بھی عزت مل رہی ہو تو ہچکچانا نہیں چاہیے۔ میں نے یہی کیا۔"

"اخفش کا دل راضی نہیں ہے۔ وہ خوش نہیں رہے گا بلکہ وہ ہی کیوں نازک بھی خالی ہاتھ رہے گی۔" نوین نے دردمندی سے کہا۔

"نہیں۔۔۔" صوفیہ بیگم نے پرعزم انداز سے کہا۔ "وہ خوش رہیں گے ان شاءاللہ۔۔۔ اور زبردستی تو تب ہوتی جب اخفش جس لڑکی کو پسند کرتا میں اسے مسترد کر کے نازک کو آگے لاتی۔ یہی بات میں نے اخفش کو سمجھائی اور الحمدللہ اسے وقت رہتے عقل آگئی۔" صوفیہ بیگم نے نوین کو لاجواب کر دیا تھا۔ اشتیاق احمد کے چہرے پر بھی قائل ہونے کے تاثرات تھے۔

"تو پھر اس طرح کمرہ بند کر کے سب سے بلکہ ایک دوسرے سے منہ پھیرے نظریں چرائے کیوں بیٹھے ہیں۔" وہ اور کچھ نہ کہہ سکی تو طعنہ مار دیا۔

صوفیہ بیگم مسکرا دیں۔

"تھوڑا دل تو دکھتا ہی ہے۔ کیا برائی تھی میرے بچے میں جو اس لڑکی نے "یہاں" تک لا کر بے وفائی کر دی۔"

نوین حیران رہ گئی اور اشتیاق احمد پر نگاہ پڑی تو بالکل گنگ ہو گئی۔ ان کا اثبات میں ہلتا سر اس بات کی نشان دہی کرتا تھا' وہ بھی لڑکی مطلب نوال ہی سے شاکی ہو گئے ہیں۔ صوفیہ بیگم تو ناواقف تھیں۔

"یہ تو اچھا نہیں ہوا۔"

نوین گم صم سی کمرے سے نکل آئی۔

☼ ☼ ☼

اس کے سامنے کارڈز کا ڈھیر تھا۔ یعنی ڈھیر ساری محبت۔۔۔ جو الماری کے اندر بند تھی۔ اب بیڈ پر بکھری پڑی تھی۔ ہاں ضرور وہ اس کے اس فوری اظہار پر مشکوک ہوئی تھی۔ جذباتیت۔ وقتی کیفیت والی سوچ بھی درست تھی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ لڑکیاں اتنی جلدی مانتی اچھی نہیں لگتیں۔ لیکن لڑکیوں کو اتنی دیر بھی نہیں کرنی چاہیے کہ فیصلے کا اختیار چھن جائے اتنا مشکل بھی نہیں تھا۔ بس صوفیہ بیگم کے سوال پر انکار ہی کرنا تھا۔ اس کا مبہم انکار۔۔۔ اخفش انعام کے لیے اقرار کا اشارہ ہو جاتا۔ سب ٹھیک ہو جاتا۔ اس نے اپنے گھنگھریالے بالوں میں ہاتھ چلایا۔ سب کچھ ٹھیک تھا۔ مگر بس یہ دل۔۔۔ کسی کام میں نہیں لگ رہا تھا۔ ایسا کیوں محسوس ہو رہا تھا کہ نقصان ہو گیا اور وہ کوئی عام سی لڑکی تو نہیں ہے جو رونے لگے۔

اسے پتا بھی نہیں لگا خود کو نہ رونے کی یقین دہانی کرواتے ہوئے رونا شروع بھی ہو گئی تھی۔ کھڑکی کے کھلے پٹ سے ہوا اندر چلی آئی۔ چند کارڈز زمین پر جا گرے دروازے کی دستک پر وہ چونکی۔

"تم کہاں ہو نوال۔۔۔ صبح سے آئیں نہیں۔ آئی نیڈ یور ہیلپ اِن کچن۔۔۔ پلیز جلدی آؤ۔" یہ نازک کی آواز تھی۔

"جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا نوال ضمیر خان۔۔۔ جانے انجانے ہی میں ہی قسمت کے پھیرے اپنا نقصان کر چکی ہوں (کسی اور کا بھی) تو بھلے۔۔۔ لیکن اب ظاہر نہ کرنا کہ پچھتا رہی ہو۔ دروازے پر دستک اور نازک کی آواز مسلسل تھی۔

اس نے سرعت سے آنکھیں پونچھیں، پھر نظر پڑی تو جا بجا کارڈز بکھرے پڑے تھے اس نے ٹھنڈا سانس بھرا اور دروازہ کھولنے سے پہلے دونوں ہاتھوں سے "محبت" سمیٹی اور لاکر میں مقفل کر دی۔

☼ ☼ ☼

نوال اچھا سا تیار ہو کر آئی تھی۔ خصوصاً" آنکھوں کا میک اپ۔۔۔ مبادا کسی کو شک ہو' وہ روئی تھی۔ قہقہے بھی لگا رہی تھی۔ اخفش سیڑھیاں اترتا آ رہا تھا۔ اس کی نظر ٹھٹک گئی۔ نوال کو چبھن کا احساس ہوا۔ اس کی نگاہیں بے ساختہ اٹھیں اور جھکنا بھول گئیں۔ اگر دکھ مجسم ہوتا تو بس اخفش انعام کی شکل ہوتا (اگر دکھ کا صورت میں ڈھالا جائے تو وہ) تم نوال ضمیر خان۔۔۔ کہاں گیا تمہارا وہ ضمیر۔۔۔ جو تمہیں چین نہیں لینے دیتا تھا؟!

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

وہ نظریں پھیر گیا۔ بات ختم ہوگئی۔

نوین نے نوال کو کاریڈور میں پلر کی آڑ میں کھڑے ہو کر آنکھیں پونچھتے دیکھا تھا۔

"کیوں...؟" وہ تیزی سے اس تک جانا چاہتی تھی۔ تب ہی اخفش پر نظر پڑی۔ وہ ایک دوسرے کونے میں کھڑا تھا۔ ضبط کا کڑا مرحلہ... ساتھ ہی اشتیاق احمد کی خفا آواز... نوین نے اپنی پوری زندگی میں ان کا یہ روپ نہیں دیکھا تھا۔ وہ درمیان میں کرسی ڈال کر بیٹھے تھے۔

"اب کیا فائدہ نوال...!" وہ سخت دکھی تھے۔ غصہ بھی اظہار کا طریقہ تھا۔ "میں تو تمہیں بہت عقل مند سمجھتا تھا، مگر افسوس... عقل مند لوگ بروقت فیصلے کرتے ہیں۔"

"کوئی عقل مندی نہیں تھی۔ بس ڈھول تھا جو پھٹ گیا۔" وہ سخت خفا آواز اخفش کی تھی۔ وہ ناراضی اور لاتعلقی کے اظہار کے لیے دور کھڑا تھا، مگر "حاضر" تھا۔

"میں نے بتایا تو ہے نا۔ اس وقت صوفیہ دادی کے انداز پر مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔" وہ بے بسی سے کہہ رہی تھی لہجہ سچائی کا مظہر تھا۔

"اور اس نے بھی تو ایک منٹ میں سارے فیصلے کرلیے۔" اس کے لہجے میں غصہ آگیا۔

"ایک منٹ...!" اخفش جلبلایا۔ "ایک منٹ نہیں ایک سال... پورا ایک سال۔"

"تو کیا فائدہ ایک سال کا... جب تم نے منٹ بھر میں پانی پھیر دیا۔"

"مجھے کیا وحی آرہی تھی کہ تم مصلحت کا شکار ہو۔" اس نے لڑاکا انداز اختیار کیا۔

"وحی نہیں آتی، مگر محبت کے دعوے دار چہرہ پڑھنا جانتے ہیں۔"

نوال نے طعنہ مارا... نوین کو اس دلیل میں وزن لگا۔ اس کے پاس سوچنے کا وقت نہیں تھا کہ ان دونوں کو اس موضوع پر اس نازک ترین موقع پر آخر گفتگو کے لیے اشتیاق احمد نے اکٹھا کیسے کرلیا یا وہ خود ہی

مشہور مزاح نگار اور شاعر

انشاء جی کی خوبصورت تحریریں،

کارٹونوں سے مزین

آفسٹ طباعت، مضبوط جلد، خوبصورت گرد پوش

کتاب کا نام		قیمت
آوارہ گرد کی ڈائری	سفرنامہ	450/-
دنیا گول ہے	سفرنامہ	450/-
ابن بطوطہ کے تعاقب میں	سفرنامہ	450/-
چلتے ہو تو چین کو چلیے	سفرنامہ	275/-
نگری نگری پھرا مسافر	سفرنامہ	225/-
خمار گندم	طنز و مزاح	225/-
اردو کی آخری کتاب	طنز و مزاح	225/-
اس بستی کے کوچے میں	مجموعہ کلام	300/-
چاند نگر	مجموعہ کلام	225/-
دل وحشی	مجموعہ کلام	225/-
اندھا کنواں	ایڈگر ایلن پو/ابن انشاء	200/-
لاکھوں کا شہر	او ہنری/ابن انشاء	120/-
باتیں انشاء جی کی	طنز و مزاح	400/-
آپ سے کیا پردہ	طنز و مزاح	400/-

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37، اردو بازار، کراچی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بھڑ گئے اور نوین کی طرح وہ بھی ادھر ہی آنکلے۔

مسئلہ تو یہ تھا کہ اگر کوئی اور بھی ادھر آنکلتا تب کیا ہوتا۔

وہ تمام نزاکتوں کو محسوس کرتی ان تینوں کے سر پر پہنچی۔

"اس بحث اور شکوے شکایت سے اب کچھ حاصل نہیں۔"

"نہیں... میں اس معاملے کو نبٹا کر رہوں گا۔" اشتیاق احمد سنجیدہ تھے۔

"کیا کریں گے آپ؟" نوین کی آنکھیں پھیلیں۔

"میں سب کو صورت حال بتادوں گا۔"

"ہم ایسا نہیں کرسکتے انکل...!" نوین نے زور دے کر کہا۔ "کیا یہ اتنا آسان ہے؟ ان دونوں کے بیچ جو بھی معاملہ ہے۔ وہ ہم تین افراد کے بیچ ہے۔ جب کہ نازک کا معاملہ... تماشا لگ جائے گا۔" نوین نے جھرجھری لی۔

"کچھ دیر جاتی ہے یہاں ایک دنیا اکٹھی ہوجائے گی۔ کس کس کو جواب دیں گے آپ؟"

"میں دیکھ لوں گا سب کو... میرے بچوں کی خوشی سے زیادہ اہم نہیں ہے دنیا۔" اشتیاق احمد نے تیزی سے اٹھ کر دونوں کو دائیں بائیں لے لیا۔

"دنیا ہمارے لیے اہم نہیں ہوگی مگر لیلیٰ آنٹی اور نازک ان کا سوچا آپ نے؟" نوین نے صاف گوئی سے کہا۔ وہ طیش میں آگئی تھی۔

"ہم نے نہیں اکٹھی کی دنیا..." اشتیاق احمد کو بھی غصہ آگیا۔ "یہ کوئی طریقہ ہے۔ کبھی سنا تم نے ایسا... یا دیکھا کہیں... کیسے من مانیاں کرتی پھر رہی ہے وہ۔ اصولاً تو اسے انکار کے بعد خاموشی سے چلے جانا چاہیے تھا۔ چلو غصہ کرتی، خفا ہوتی، چار باتیں سنا دیتی کہ زیادتی ہوئی، مگر یہ کوئی باقاعدہ منگنی یا رشتہ طے نہیں تھا کہ وہ اس طرح جبر کرتی۔ یہ ساری دنیا اس نے اپنی مرضی سے اکٹھی کی ہے۔ ہوتا ہے کہیں ایسے، ہمارا گھر ہے اور ہم ہی اجنبی ہیں۔ سب انتظامات ہوگئے ہمیں تو صرف یہ بتا دیا کہ جی آج شام منگنی ہو رہی ہے جا کے پوچھے کہ لڑکا راضی نہیں، کوئی ایسا بھی کرتا ہے پریشرائز... بولو۔"

اشتیاق احمد کا لہجہ تیز اور آواز بلند ہوگئی تھی۔

"شروع سے ضدی اور ہٹ دھرم عورت ہے لیلیٰ۔ جو اس نے سوچ لیا جو اس نے طے کرلیا۔ صحیح یا غلط بس اسی پر پکی ہوگئی۔ اچھی خاصی سمجھ دار لڑکی ہے نازک... اسے خود سے کچھ سوچنے سمجھنے دیتی ہی نہیں۔ بس جو کہہ دیا وہ حرف آخر... بہت ہوگیا۔ میں خود بات کرتا ہوں اس سے..." اشتیاق احمد ابھی اور بھی بہت کچھ بولنا چاہتے تھے، مگر تب ہی نگاہ کھڑکی سے باہر لان پر چلی گئی۔ لیلیٰ بیگم بہت خوش دلی، جوش سے فون کان سے لگائے، باتیں کر رہی تھیں۔

ساتھ ہی ان کی توجہ کا مرکز وہ ورکرز تھے جو لان کو شام کی تقریب کے حساب سے تیار کر رہے تھے۔ میرون، گولڈن اور اورنج رنگ کی بہاریں۔ مسرت ان کے چہرے سے پھوٹی پڑ رہی تھی۔

ہر ایک چیز پر ان کی نظر تھی۔ ان کا بس چلتا تو وہ ایک ایک کام اپنے ہاتھ سے سرانجام دیتیں۔

"میں بہت خوش ہوں۔ آج میری چھوٹی موئی کی روح پرسکون ہوگی، میں بھی اب سکون سے مرسکوں گی۔ شام ہونے میں ابھی کچھ وقت ہے۔ میرا تو خوشی سے برا حال ہے۔ کب یہ وقت گزرے اور میں اپنی نازک کو عروسی لباس میں دیکھ سکوں۔"

ان کی آواز اندر تک آرہی تھی۔ لہجے سے پھوٹتی محبت، خوشی، سکون وہ بات کرتے کرتے ایک آرائشی گلدان کو کسی اور جگہ سیٹ کرنے لگی تھیں۔

"اللہ کا شکر ہے۔ جو اس نے مجھے میرے ارادوں میں کامیاب ہونے کا موقع..." ان کی آواز دور ہونے لگی تھی۔

اشتیاق احمد پر اتنے دل گیر اور جذباتی جملوں کا الٹا اثر ہوا، انہیں شدید ترین غصہ آیا۔

"میں ابھی پوچھتا ہوں لیلیٰ سے کہ صرف اپنی ہی خوشیوں کا خیال ہے۔ وہ کس طرح کر سکتی ہے ایسے... میں..." مارے غصے کے ان کی سرمہ بھری

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ منہ سے جھاگ سا نکلنے لگا۔

پل تھا کہ وہ دائیں بائیں کھڑے اخفش اور نوال کو خود سے دور کرتے کاریڈور سے گزر جاتے۔ دونوں کی نگاہیں ملیں اور ان میں ایک پیام تھا۔

"نہیں..." دونوں نے ایک ساتھ اشتیاق احمد کے بازو دبوچے۔ وہ بروقت گرنے سے بچتے ہوئے رکے اور تحیر بھری نظروں سے دونوں کو دیکھا۔

"نہیں... آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے۔" یہ اخفش تھا۔

"مطلب...؟" وہ سمجھ نہیں سکے۔

"مطلب یہ کہ آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔" نوال وہی کہہ رہی تھی جو اخفش نے کہا تھا۔

"یہ دونوں ٹھیک کہہ رہے ہیں۔" نوین کی نگاہیں لیلیٰ بیگم پر تھیں جو اسٹیج کی ارینج منٹ پر غیر مطمئن تھیں اور شازیہ وسیم کو سمجھا رہی تھیں۔

"اب وقت گزر گیا ہے۔ ہم واقعی کچھ نہیں کر سکتے۔"

"ہم کرنا چاہیں گے بھی نہیں..." نوال نے اپنے فطری دو ٹوک لہجے میں گویا فیصلہ سنا دیا۔

"تم لوگ کیا کہہ رہے ہو' میری کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔" اشتیاق احمد جھنجلائے۔

"مطلب یہ کہ دادا جان...!" اخفش نے نازک کو دیکھا۔ وہ سج سج سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ کام والی پروین کے ہاتھ میں بہت سے شاپرز تھے۔ بے خود بھی پیچھے تھا۔ نازک پارلر جا رہی تھی۔

"جانے انجانے میں سہی۔ صحیح یا غلط کی بحث سے ہٹ کر' میں ایک لڑکی کو یہاں تک لا کر پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔"

اشتیاق احمد کے سر پر بم پھوٹا۔ "تم نہیں لائے یہ سب تو لیلیٰ کی..."

"میں نے کہا نا' وجہ جو بھی رہی ہو' مگر نام تو میرا آئے گا نا اور آپ ہی نے تو کہا تھا۔ نیک نامی کی راہ میں حائل ہونے والی ہر دیوار کو گرا دینا چاہیے یہ تو پھر دل ہے۔ جانے دیں۔"

اشتیاق احمد بھونچکا رہ گئے۔ نوین ایک قدم بڑھا کر اخفش کے ساتھ کھڑی ہو گئی تھی اور نوال...

ایک قدم پیچھے کھسک گئی۔ یعنی معاملہ نبٹا دیا گیا۔ وہ چوپڑ دھنا چاہتے تھے مگر...

احساس کی ربر نے سب مٹا دیا' خالی ورق پر اب نازک کا نام لکھنے کے لیے جگہ ہی جگہ تھی۔ وہ چیخ کر اس جبر سے منع کرنا چاہتے تھے' مگر آواز نہ نکلی۔

اور آواز تو تب بھی غائب ہو گئی تھی بلکہ آواز کیا پورا جسم ہی حرکت سے انکاری ہو گیا جب لیلیٰ بیگم نے شام کے پروگرام کی تفصیلات آخری بار بتانا چاہی تھیں' سب یوں ساکت تھے جیسے چوک پر نصب مجسمے۔

پلکیں تک جھپکنا بھول گئے۔ زبان کیا بولتی۔ دراصل واقعہ یوں ہوا کہ...

✡ ✡ ✡

سارے گھر والوں کو اکٹھا کر کے لیلیٰ بیگم نے ایک مختصر سا خطاب کیا تھا۔ سب کی بدولی عیاں تھی۔ نازک تک پارلر جانے سے پہلے ٹھہر گئی تھی۔ وہ ہر جملے پر تائیدا" سرہلاتی تھی۔

لیلیٰ بیگم اپنا غصہ... اپنی بے بسی' ہٹ دھرمی' مجبوری اخفش کو پسند کرنا سب کہہ چکیں۔ بڑی لمبی تمہید تھی۔ سب "مروتا" سنتے رہے۔ مروت مجبوری کا دوسرا نام۔

"آپ سب نے اتنے دن ہمیں یہاں برداشت کیا۔ میری اچھی بری سب باتیں سنیں اور ماتھے پر شکن نہ لائے۔ پر میں بھی کیا کرتی..."

لیلیٰ بیگم وہ تمام باتیں دہرانے لگیں۔ ان کا بڑھاپا' نازک کے باپ کی دوسری شادی اور نازک سے لاپروائی۔ وہ واقعتا" شرم سار' شکر گزار دکھائی دیتی تھیں۔ سب سامعین نے جب حقیقتیں سنیں تو وہ درست لگنے لگیں۔

"سب سے بڑھ کر اخطب... جس طرح اس نے میرا ساتھ دیا' میں سب سے ناراض رہی۔ آپ لوگوں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کے گھر ہی میں رہ کر آپ سب پر دھونس جماتی خفگی کا حق تو رکھتی تھی نا۔ رشتے داری تھی صوفیہ سے۔ ہم اچھے دوست بھی تھے... بلکہ تھے کیوں۔ اب بھی ہیں۔"

صوفیہ بیگم نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"اب صورت حال یہ ہے کہ میں بس آخری چیز یہ چاہتی ہوں کہ منگنی کی یہ تقریب بحسن و خوبی انجام پا جائے اور آپ لوگ پورے دل سے اس میں شرکت کریں۔ اور میری نازک کو دعاؤں سے نوازیں۔ مجھے اخفش بہت پسند تھا بلکہ تھا کیوں اب بھی ہے۔ چنگیز خان' اخفش جیسا نہیں، مگر پھر بھی وہ بہت اچھا ہے۔ سب سے بڑھ کر اس نے خود نازک کو اپنانے کی خواہش ظاہر کی۔ تو..."

نازک نے پلکیں جھکائی تھیں جب کہ سب گھر والے یک زبان ہو کر بولے۔

"چنگیز خان... کون چنگیز خان؟"

"چنگیز خان نازک کا ہونے والا منگیتر... اور کون...؟"

"منگ... گے... تر۔" سب نے اچھل کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ نشست چھوڑ دی۔ منگیتر کے لفظی ٹکڑے کر دیے۔ ان کے رد عمل پر وہ حیران ہوئیں تو صوفیہ بیگم نے سب کچھ انہیں بتا دیا۔ لیلیٰ بیگم کے تیور بگڑ گئے تھے۔

"تم لوگوں نے کیا مجھے پاگل سمجھ رکھا ہے۔ ٹھیک ہے میں غصہ تھی، بے یقین تھی، مگر کیا اتنا بھی نہ سمجھتی کہ اس طرح کے رشتے بن بھی جائیں تو چل نہیں پاتے۔"

مارے غصے کہ ان کا چہرہ بگڑنے لگا۔ سانس پھول گئی۔ نازک ہی نے اٹھ کر پانی پیش کیا۔

"یہ تو میری نازک ہی تھی جس نے میری آنکھیں کھول دیں۔" لیلیٰ بیگم نے نازک کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے پیار سے کہا۔

"آپ مجھے ڈی گریڈ کر رہی ہیں نانو جان... ایسے آدمی کے ساتھ کیسے شادی کر لوں جو کسی اور کے خیالوں میں کھویا رہتا ہو... اور پھر جب میری نازک ہی نے اخفش کے لیے منع کر دیا تو میں کیا پاگل تھی۔"

"تو یہ ہلاکو خان... میرا مطلب ہے چنگیز خان کہاں سے مل گیا۔" صوفیہ بیگم کا سوال سب کا ترجمان بن گیا۔

"تو..." لیلیٰ بیگم نے ہاتھ لہرایا۔ "کہاں سے ملنا تھا۔ سمجھو سارے خاندان میں بانس ڈال دیے میں نے' وہ جو ہر روز صبح صبح نکل کر جاتی تھی تو تلاش ہی میں تو جاتی تھی۔ بھئی ہم تو جانتی ہو میں، جو ارادہ کر لوں کہا تھا نا اس بقر عید کے چاند پر نازک کا کر دوں گی تو دیکھو کر دیا۔ اور چنگیز خان..." منہ میں شیرینی گھل گئی۔

"یاد نہیں... سکندر ماموں کے سالے کی سالی کی سمدھن کی بہن کی نند کی جو بیٹی۔ شجاعت چچا کی نواسی کے گھر بیاہی ہے اسی کا تو بیٹا ہے یہ... چنگیز خان۔"

"وہی جس کے گھر میں شہتوت کا درخت تھا۔ وہ جس پر فالسے لگتے تھے۔" آخر یاد آگیا صوفیہ بیگم کا دماغ الٹ گیا تھا یقیناً۔

"ہاں... ہاں...!" لیلیٰ بیگم خوشی سے نہال ہو گئیں جب کہ باقی سب بھونچکے رہ گئے تھے۔ سارا ماجرا بھول گئے۔ سوئی اٹک گئی تو کہاں۔ شہتوت کا ایک درخت۔ جس پر فالسے لگتے تھے۔

"فالسے... نہیں... فالسے کا درخت جس پر جامن... نہیں نا شہتوت۔" اشتیاق احمد واقعی گھوم گئے۔

لیلیٰ بیگم صوفیہ بیگم کے نزدیک جا کر بیٹھ گئی تھیں اور دونوں ہاتھوں میں ہاتھ دیے جوش و خروش سے کہہ سن رہی تھیں۔

سلوموشن سے چلتے سین کو جیسے کسی نے فارورڈ کر دیا تھا۔ منظر میں جان پڑ گئی تھی۔ نوین کو اپنی تیاری پھیکی لگنے لگی۔ تب اخطب نے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ قیمتی سوٹ لے کر آئے۔

اشتیاق احمد کو اپنی گلابی شیروانی کا رنگ پھیکا پھیکا سا لگنے لگا۔ اخطب کو جالیا۔ "یہ آتشی گلابی کیوں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

نہیں۔۔۔؟"

"کیا۔۔۔ ایک طرف بیگم۔۔۔ ایک طرف باپ۔۔۔"

ایک ہڑبونگ مچ گئی۔ سب کو اپنی فکر پڑ گئی۔ بوجھ سرک گیا تھا اور ان سب سے پرے۔۔۔

✡ ✡ ✡

چنگیز خان سے نازک اندام کے بیچ انگوٹھیوں کے تبادلے کے بعد فوٹو سیشن کا طویل مرحلہ شروع ہو گیا تھا۔ چنگیز خان۔۔۔ دیکھنے میں سومو پہلوان تھا۔

مگر یہ بھی تھا کہ جچ رہا تھا۔ سب کچھ کتنا اچھا ہو گیا تھا۔

اشتیاق احمد نے اپنے دل کو اندر تک پرسکون محسوس کیا۔ تب ہی نوال اور اخفش پر نگاہ پڑ گئی۔ دونوں سارے مجمعے سے دور ذرا ہٹ کر کھڑے تھے اور بحث جاری تھی۔ نوال کا چہرہ بے یقین تھا۔ اخفش کا قطعیت سے بھرپور اتنا فاصلہ ہونے کے باوجود اشتیاق احمد کو لگا۔ اس کی سنہری آنکھیں لبریز ہو گئی ہیں۔

"آخر کیوں۔۔۔؟" نوال اتنی آسانی سے رونے والی چیز تو نہیں۔

اور غم زدہ بھی۔

وہ یک دم اشتیاق احمد بن گئے۔ اخفش کے دادا نہ رہے۔ نوال کے بچپن والے دوست۔ لڑکے پر غصہ آیا۔ تھی تو غلط حرکت، مگر وہ خود کو باز نہ رکھ پائے دبے قدموں سر پر پہنچے۔ نوال کا بے یقین چہرہ۔

"تم سچ کہہ رہے ہو؟"

"ہاں۔"

"مجھے یقین نہیں آرہا۔"

"تو اب اس کے لیے میں کیا کر سکتا ہوں۔" وہ اجنبی لگتا تھا۔

"بس میرے سارے کارڈز لوٹا دو۔" وہ روکھے پن سے نگاہ ملائے بغیر بات کر رہا تھا۔

"ایک بار چیز دے دی جائے تو واپس تو نہیں مانگتے۔" اس نے بچوں کے سے انداز میں کہا۔

"ہاں، لیکن میں مانگ رہا ہوں۔" وہ ہنوز اڑا ہوا تھا۔

"کیا کرو گے کسی اور لڑکی کو دو گے؟"

"وہ میری مرضی۔۔۔"

"مرضی کی بات ہے تو۔۔۔ تو جاؤ میں نہیں دیتی۔ کر لو جو کرنا ہے۔" وہ یک دم بہادر ہو گئی۔

"کیا کروں گا افسوس کے سوا۔۔۔ تمہارے لیے وہ بوجھ تھے نا، ہزار بار انہیں واپس کرنے کا کہتی تھیں۔ میں نے سوچا، تمہیں اس بوجھ سے آزاد کر دوں۔" وہ معصوم بن کر دیکھنے لگا۔

"تم نے لیے نہیں تو میں نے پھینک دیے پھاڑ کر۔۔۔" اس نے رخ بدل لیا۔

"اوہ ہو۔۔۔" اخفش کو دلی صدمہ پہنچا۔

نوال نے خود کو کوسا۔ اسے رونا آنے لگا تھا۔ کیا ہی اچھا ہوتا۔ وہ دل کا سچ نہ کہتی نہ اس طرح سے عیاں ہوتی نہ وہ یوں حظ اٹھاتا۔

بہت بہادر تھی، مگر دکھ، صدمہ، غصہ، آنسو بن کر گال پر لڑھک آئے۔ بہت ضبط کے باوجود سسکی نے فضا میں ارتعاش پیدا کر دیا۔ اشتیاق احمد کو آگے آنا پڑا۔ وہ سخت غصے میں تھے۔

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

کی جانب سے بہنوں کے لیے خوشخبری

خواتین ڈائجسٹ کے ناول گھر بیٹھے حاصل کریں

30 فی صد رعایت پر

طریقہ کار ناول کی قیمت کے 30 فی صد کاٹ کر ڈاک خرچ -/100 روپے فی کتاب منی آڈر کریں۔

منگوانے اور دستی خریدنے کا پتہ

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37 اردو بازار، کراچی۔ فون: 32216361

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نوال کو بھی بس ایسے ہی کسی سہارے کی تلاش تھی۔ وہ تیزی سے ان کے شانے سے آلگی۔

"اسی لیے۔۔۔ اسی لیے میں ہاں نہیں کرتی تھی۔ مجھے پتا تھا یہ مجھے یونہی زچ کرے گا۔" وہ صدمے میں تھی۔ "اسے اتنا نہیں معلوم، دے کر چیز واپس نہیں لیتے۔"

"ہاں بالکل نہیں لیتے اور میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ اخفش! بھلے سے تم میرے پوتے ہو، لیکن یاد رکھو۔ اس معاملے میں میں نوال کا ساتھ دوں گا۔" اشتیاق احمد نے صاف گوئی سے کہا۔

"ہاں۔!" نوال نے تائید کی۔

"تم نے کیا نوال کو ہلکا سمجھ لیا ہے۔"

"بالکل نہیں۔۔۔" وہ مسکرانے لگا۔

"تو پھر لڑکی کو رلانے کا مطلب۔۔۔؟"

"قسم سے دادا جان۔۔۔ میں رلانے نہیں آیا تھا، مگر اس کے ہی بات بے بات آنسو ٹپک رہے ہیں۔"

"اس نے کارڈز واپس مانگے۔" نوال باقاعدہ رو پڑی، مگر انداز لڑاکا تھا۔ مر جائے گی یا مار دے گی۔ اشتیاق احمد نہ ہوتے تو جھپٹ پڑتی۔

"وہ تو اس لیے کہ سب کے سب خالی ہیں۔ نام پتے کے بغیر۔۔۔ میں نے سوچا اسے لکھ کر دوں گا۔" اس نے معصومیت کی حد کر دی۔

"ہائیں۔۔۔!" تو وہ مزے لے رہا تھا۔ نوال نے بے یقینی سے دیکھا۔ پھر عود کر غصہ آیا۔

"کنجوس۔! تمہیں نئے کارڈز لینے چاہیے تھے۔"

"نئے۔" وہ سوچ میں گم ہوا۔ "تو ان سب کا کیا کرو گی؟"

"میں نہیں پھٹے پر رکھ کے بیچوں گی بدتمیز۔۔۔" نوال کا صبر ختم ہو گیا۔

وہ اسے اتنی دیر سے الو بنا رہا تھا اور وہ بن رہی تھی۔ اس بات نے طیش دلایا۔ آس پاس کچھ نہیں تھا جو اس پر برساتی۔ شامیانہ کا ڈنڈا کھینچ لیتی گیا۔ اس بے بسی نے غصہ عروج پر پہنچا دیا۔

کسی لڑاکا بلی کی طرح اس پر جھپٹ پڑی۔ کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اس جرأت پر چراغ پا ہو جاتا، مگر وقت نے اسے اتنا بدل دیا تھا کہ اس نے جان لیا تھا۔ عورت کا اتنا سا غصہ، اتنا سا حق، اتنی سی ناراضی۔۔۔ جھیل لینے سے مرد کا رتبہ کم نہیں ہو جاتا۔

اس کے نازک نرم ہاتھوں کے یہ مکے اس کے چوڑے چکلے سینے کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے تھے اور یہی ہوا وہ جلد ہی ہانپ گئی اس کے ہاتھ دکھ گئے تھے۔ سرخ ہو گئے تھے۔

اخفش نے کھوجتی نگاہوں سے اردگرد دیکھا۔ ڈم ڈم کی شاخ کھینچی۔ نوال حیرت سے دیکھنے لگی۔ کیا وہ اسے چھڑی سے پیٹے گا۔ وہ ایک قدم پیچھے ہوئی۔

"یہ لو۔ اس سے مار لو۔ ایسے تو تمہارے ہاتھ دکھ جائیں گے۔"

اس نے مسکرا کر چھڑی اس کی طرف بڑھائی جو ششدر رہ گئی تھی۔ اشتیاق احمد ہونٹوں پر شہادت کی انگلی ٹکائے خاموش کھڑے تھے، اپنی موجودگی چھپنے لگی۔

"بھئی میں چلتا ہوں۔" ان کا لہجہ خوش گوار تھا۔

دونوں کی استفہامیہ نظروں پر ہاتھ اٹھا دیے۔

"اپنے پوتے کو پٹتا نہیں دیکھ سکتا نا! اور تم نوال! آج اس چھڑی پر گزارا کر لو۔۔۔ مستقبل کے لیے میں تمہیں پائپ چڑھا کر ڈنڈا بنوا دوں گا۔ کیونکہ نوال ضمیر خان کو زندگی بھر کا ساتھی بنانے والے کو ان سب کے لیے تیار رہنا پڑے گا۔"

"کوئی نہیں۔" نوال کے ہاتھ سے چھڑی چھوٹ گئی۔

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY